تو اب تم خود غور کرو کہ اُس کے مسائل کی تعداد کیا ہو گی؟ جبکہ مختصر قدوری مین جیسا کہ لوگون کا بیان ہی بارہ ہزار مسئلے ہین تو مبسوط مین کس قدر مسائل ہونگے، حالانکہ مختصر قدوری اُسکے دسوین حصے کے برابر بھی نہین ہے بے شبہ یہ بہت بڑا سرمایہ ہے اور اُس سے اِن بزرگون کی جد وجہد کی مقدار کا پتہ چلتا ہی،

مین نے اپنے سامنے امام محمدؒ کی مبسوط اور امام شافعیؒ کی کتاب الام کی ایک ایک جلد ایک ہی موضوع کے متعلق رکھین اور ایک بار اس کو اور ایک بار اسکو دیکھنا شروع کیا تو نتیجہ یہ نکلا کہ امام شافعیؒ لکھتے ہین تو پڑھنے والون سے یہ چاہتے ہین کہ وہ اُس اصول کو سیکھے اور جانے جس سے استنباط کیا گیا ہی، اور مجتہد اپنے اجتہاد سے جس نتیجہ تک پہونچا ہے، اس پر جو اعتراضات ہوتے ہین وہ اُن کے جواب دینے کے طریقے بیان کرتے ہین اس لیے اگر پڑھنے والے کا مقصد جواب مسئلہ کا معلوم کرنا نہ ہو تو وہ بکثرت اس کے مطالعہ کرنے کی ترغیب دیتے ہین، اور اس غرض کو انھون نے پورا کر دیا ہے، لیکن امام محمدؒ شاگرد کے لیے لکھتے ہین اور اس کو مسائل کے جواب سکھاتے ہین اس لیے وہ فروعات کا ماہر ہو کر نکلتا ہے اور اُس کے دل مین کسی فرع کا تصور نہین آتا جسکو وہ لکھا ہوا نہ پائے اور اس کا جواب اُس کی نظر سے نہ گذرے یہی وجہ ہے کہ پڑھنے والے کا وقت اُس مین اسی قدر صرف ہوتا ہے کہ اسکو اپنے مسئلہ کا جواب مل جائے، مین اس وقت یہ فیصلہ کرنا نہین چاہتا کہ اس قدر فروعات فقہیہ کی کثرت صحیح ہے یا غلط؟ مین تم کو صرف یہ سمجھانا چاہتا ہون کہ تفریع مسائل اس دور کا ایک خاصہ ہے، اور صحابہؓ و تابعینؒ کا یہ طریقہ نہ تھا بلکہ جو مسئلہ پیدا نہین ہوتا تھا اُس کے جواب دینے کو وہ لوگ بُرا سمجھتے تھے اور آئندہ کے دونون دورون مین تم کو اُس کا نتیجہ معلوم ہو گا،

Marfat.com

مسائل الحیل

تاریخی واقعات مین سب سے عجیب وغریب واقعہ یہ ہے کہ ایک مذہبی مقنن ایسے مسائل فرض کرے اور لوگون کو ان کی تعلیم اس غرض سے دے کہ وہ احکام شرعیہ سے کیونکر نجات حاصل کرسکتے ہین؟ ایک وکیل کے متعلق جو لوگون کے بنائے ہوے قانون کا پابند ہے یہ بات سمجھ مین آسکتی ہے کیونکہ وہ قانونی حیلون کے ذریعہ سے ایک مجرم کی رہائی کی تدبیر کرتا ہے اور کبھی کبھی اُس کو اس کا کمال بھی خیال کیا جاتا ہے لیکن اگر وہ اُس کو بہت زیادہ وسعت دے اور لوگون کے لیے قانونی حیلون کے ذریعہ سے دوسرون کے حقوق کا باطل کرنا آسان کردے تو یہ اس کی ذمہ داری کے ضعف کی دلیل خیال کی جائے گی اور وہ بھی جس چیز کو دینی خیال کرتا ہے اُس کے ابطال کے لیے ایسے حیلہ نہ کریگا ایسی حالت مین اگر ہم ایک مذہبی آدمی کو دینی احکام کے ساتھ ایسا کرتے ہوے پائین تو ہم پر کیا اثر پڑیگا؟ لیکن ہم کو اس دور مین ایک ایسا شخص ملتا ہے جس نے لوگون کے لیے ایک کتاب تصنیف کی جسکا نام کتاب الحیل رکھا اور اہل حدیث نے نہایت سختی کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا، یہان تک کہ اُس کے مصنف کو شیطان کہا اور اسپر فسق وفجور کے داغ کا نشان لگایا، لیکن اُس کے مصنف کا نام نہ معلوم ہوسکا، لوگون نے اہل عراق مین سے بعض اصحاب الرا ے پر اس کا الزام لگایا لیکن یہ تعئین نہ کرسکے کہ وہ کون ہے؟ اس کے بعض مسائل سے اُس کے مصنف کی بھی کمزوری کا پتہ چلتا ہے، کیونکہ جو شخص ایک مسلمان کیلیے قریبۂ زکوٰۃ کے چھوڑ دینے مین آسانی پیدا کرتا ہے اور کہتا ہے کہ جب سال قریب ختم کے ہو تو تھوڑی دیر کے لیے اپنا مال اپنے لڑکے یا بی بی پر ہبہ کردو پھر اُس سے اپنے اوپر پھیرا لو

کیونکہ اب نیا سال شروع ہو جائے گا اور زکوٰۃ واجب نہ ہوگی، اس کی نسبت تمہارا کیا خیال قائم ہو سکتا ہے؟ مسائل حیل مین جرم کے لحاظ سے یہ ایک چھوٹی سی مثال ہے، ورنہ اس مین اسقاطِ شفعہ کے متعلق بہت سے مسائل ہین اور پابندیِ قسم سے آزاد ہونے کی مثالین تو اور بھی زیادہ ہین، خدا کی قسم ایک ایسا مذہب جو اُس مطلقہ عورت کو وراثت دلواتا ہے جس کا شوہر حالتِ مرض مین اس غرض سے طلاق دیتا ہے کہ اُسکو وراثت نہ ملے حیلۂ و فریب سے بالکل الگ ہے، البتہ ہم یہ کہہ سکتے ہین کہ مسائل کی جو کثرت ہوئی اور طرح طرح کے جو مسائل وضع کیے گئے اُس نے کمزور مذہب کے لوگون کو اسپر آمادہ کیا کہ کلام اللہ کی مدد سے حیلے تراشین، لیکن اُن کے دل مین یہ بات نہ تھی کہ اس غرض کے لیے اُن کے مسائل استعمال کیے جائین گے، غالباً ہم اپنے اصل مقصد یعنی تاریخ سے الگ ہو گئے، کیونکہ یہ ایک عجیب چیز تھی جو روایت کی گئی ہے اسلیے ہم اس سے بالکل گذر نہین جا سکتے تھے، علامہ ابن قیم جوزی نے اپنی کتاب اعلام الموقعین مین اس موضوع پر تفصیل سے بحث کی ہے، اگر تم چاہو تو اُس کو دیکھ سکتے ہو،

(۱۰) احکام مین کتابون کی تدوین،

ہم نے جن ائمہ کا تذکرہ کیا، اُن سب کے لیے کتابین مدون کی گئین جن سے وہ احکام معلوم ہوتے ہین جن کو اُنھون نے مستنبط کیا، اکثر تو ان کتابون کو اُن کے تلامذہ کے تلامذہ نے مدون کیا ہے اور بعض کتابون کو خود اُن ائمہ نے مدون کیا اور اپنے تلامذہ کو املا کرایا ہے، چنانچہ ہم ان کتابون کا تذکرہ کرتے ہین جو اُن مذاہب کی بنیاد خیال کی جاتی ہین،

امام ابوحنیفہؒ کے مذہب کے متعلق کتابین

امام ابوحنیفہؒ کے تلامذہ مین سب سے پہلے اُن کے سب سے بڑے شاگرد امام ابویوسفؒ نے کتابین تصنیف کین، ابن ندیم نے کتاب الفہرست مین لکھا ہے کہ اُن کی اصول و امالی کی کتابون مین کتاب الصلاۃ اور کتاب الزکاۃ آخر کتب فقہ تک ہین،

ان کے علاوہ اُن کی حسب ذیل کتابین ہین،

(۱) الملار، قاضی بشر بن ولید نے اس کی روایت کی ہے اور امام ابویوسفؒ کی تقریرات ۳۶ کتابون پر مشتمل ہے،

(۲) کتاب اختلاف الامصار،

(۳) کتاب الرد علیٰ مالک بن انسؒ،

(۴) کتاب الخراج، اسکو انھون نے ہارون رشید کے نام بطور ایک خط کے لکھا ہے،

(۵) کتاب الجوامع، اسکو انھون نے یحییٰ بن خالد کے لیے تالیف کیا ہے جو چالیس کتابون پر مشتمل ہے، اور اس مین لوگون کے لیے اختلاف اور معمول بہ رائے کا تذکرہ کیا ہے،

لیکن اُن کی کتابون مین ہم کو صرف کتاب الخراج مل سکی ہے جو مصر مین چھاپی گئی ہے، وہ اُس کی ابتدا مین فرماتے ہین،

امیرالمومنین نے مجھ سے خواہش کی ہے کہ اس کے لیے ایک ایسی جامع کتاب لکھون جسپر خراج، عشور، صدقات اور جزیہ وغیرہ کے متعلق جن پر غور کرنا اور عمل کرنا ضروری ہے عمل کیا جائے،

Marfat.com

اور اُس سے امیرالمومنین کا مقصد یہ ہے کہ اس کی رعایا سے ظلم دور کیا جائے اور اُن کے معاملے کی اصلاح ہو، خداوند تعالیٰ امیرالمومنین کو توفیق دے، ٹھیک راستے پر چلائے، اسپر اس کی مدد کرے اور جس چیز سے وہ ڈرتا ہے اس سے اُسکو محفوظ رکھے، امیرالمومنین نے مجھ سے یہ چاہا ہے کہ وہ جس چیز پر عمل کرنا چاہتا ہے اُس کے متعلق مجھ سے جس چیز کا سوال کیا ہے اُس کی تفسیر و تشریح کروں، چنانچہ میں نے اُسکی تفسیر و تشریح کی،

یہ کتاب نہایت عمدہ اور اُس زمانہ کا ایک سرمایہ ہے،

اُن کی تصنیفات میں ہم کو کتاب اختلاف ابی حنیفہ و ابن ابی لیلیٰ بھی ملی ہے جسمیں اُنھوں نے اپنے ان دونوں استادوں کے بہت سے اختلافی مسائل بیان کیے ہیں اور وہ خود کبھی امام ابوحنیفہؒ سے اتفاق کرتے ہیں اور کبھی ابن ابی لیلیٰؒ کی رائے لیتے ہیں، امام شافعیؒ نے اس کتاب کو لیا ہے، اور اِن تینوں اماموں (ابوحنیفہؒ، ابن ابی لیلیٰؒ، ابویوسفؒ) کی رائے کی روایت کرنے کے بعد اُن کے متعلق اپنی ترجیحی رائے کو ذکر کرتے ہیں اور بسا اوقات اُن کی رایوں کے مخالف خود اپنی ذاتی رائے اختیار کرتے ہیں،

اس کتاب کے یہ چند مسائل ہیں جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس استنباط کا دارمدار رائے پر ہے اس کا کیا طریقہ ہے؛

صناع کا تاوان

(۱) ایک آدمی نے درزی کو کپڑا دیا اور اُس نے اُس کی قبا سی دی، لیکن کپڑے کے مالک نے کہا کہ میں نے تجھ کو قمیص کا حکم دیا تھا، اور درزی نے کہا کہ تم نے مجھ سے قبا کی فرمائش کی تھی، امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ کپڑے کے مالک کا قول قبول کیا جائیگا،

اور درزی کپڑے کی قیمت دیگا اور امام ابو یوسفؒ بھی اسی راے کو لیتے ہین لیکن ابن ابی لیلیٰ کے نزدیک درزی کا قول قبول کیا جائیگا، اور اگر درزی کے پاس سے کپڑا ضائع ہوگیا تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اس پر اور اسی طرح دھوبی اور رنگریز وغیرہ پر بجز اس صورت کے کہ اُنھون نے خود ضائع کیا ہو کوئی تاوان نہین ہی لیکن ابن ابی لیلیٰ کہتے ہین کہ گو اُنھون نے بذات خود ضایع نہ کیا ہو لیکن جو چیز اُنکے پاس ضائع ہوئی وہ اس کا تاوان دینگے امام ابو یوسف کہتے ہین کہ وہ تاوان دین گے مگر کسی اتفاقی حادثہ کی صورت مین نہین

امام شافعیؒ کہتے ہین کہ جو شخص اجیرون سے تاوان دلواتا ہے، وہ اسکو عاریت پر قیاس کرتا ہی جس کا تاوان لیا جاتا ہی، وہ کہتے ہین کہ عاریت کا تاوان اس لیے لیا جاتا ہی کہ عاریت لینے والے کا فائدہ ہوتا ہے، اس لیے جب تک وہ اسکو محفوظ طریقہ پر واپس نہ کردے، وہ اس کا تاوان دیگا اور وہ مثل سلف کے ہے، قاضی شریحؒ بھی دھوبی سے تاوان لینے کی طرف گئے ہین چنانچہ انھون نے ایک ایسے دھوبی سے لانکر تاوان دلوایا جس کا گھر جل گیا تھا اُس نے کہا کہ آپ مجھ سے تاوان دلواتے ہین؟ حالانکہ میرا گھر جل گیا ہے، بولے اگر کپڑے والے کا گھر جل جاتا تو کیا اُس سے اپنی اجرت نہ لیتا؟ لیکن جو لوگ ان سے تاوان نہین دلواتے وہ اسکو ودیعت پر قیاس کرتے ہین، عطاء سے یہ روایت ثابت ہے کہ اُنھون نے کہا کہ کاریگر اور اجیر پر ضمانت نہین ہے البتہ اجیرون اور کاریگرون نے جس چیز کو خود ضائع کردیا ہو اُس کے متعلق کوئی سوال نہین ہے، اور جس طرح ایک امانت دار آدمی اس امانت کی ضمانت دیتا ہی جسکو اُس نے خود ضائع کردیا ہو، اسی طرح یہ لوگ بھی ضمانت دین گے اور ضائع کرنے کا جرم کسی سے معاف نہوگا، اسی طرح اگر انھون نے زبردستی سے ضائع کیا ہو تو وہ تاوان دین گے، ازین کہتے ہین

Marfat.com

کہ میرے خیال مین امام شافعیؒ کا مذہب یہ ہے کہ کاریگر پر بجز اس صورت کے کہ اس نے خود ضائع کیا ہو تاوان نہین ہے، لیکن کاریگرون کے خوف سے وہ اس کا اظہار نہین کرتے

مشتری کے پاس زمانۂ خیار مین فروخت شدہ چیز کا ضائع ہوجانا

اگر کسی شخص نے ایک چیز اس شرط پر خریدی کہ بائع کو ایک دن تک واپس لینے کا اختیار ہوگا اور خریدار نے اس پر قبضہ کرلیا اور وہ اُس کے پاس ضائع ہوگئی تو امام ابوحنیفہ کا قول یہ ہے کہ خریدار کو قیمت[1] کا تاوان برداشت کرنا پڑیگا، کیونکہ اُس نے بیع کی شرط پر اسکو لیا ہے اور یہی امام ابویوسف کی بھی راے ہے لیکن ابن ابی لیلیٰ کہتے ہین کہ وہ اس صورت مین امین ہے، لیکن اگر خریدار کو واپس کرنے کا اختیار ہو اور وہ اسکے پاس ضائع ہوجائے تو دونون کے قول مین جس ثمن پر اُس نے خریدا ہے، وہ اُس پر بطور تاوان کے پڑیگی اور امام شافعی کہتے ہین کہ وہ اُس کی قیمت کو تاوان مین دیگا، ہم ثمن کو بطور تاوان کے اس لیے نہین دلواتے کہ اس مین بیع مکمل نہین ہوئی ہے، اور تاوان سے اسکو بری اس لیے نہین کرتے کہ اُس نے اسکو بیع پر لیا ہے، جس کا عوض خریدار سے لیگا، اس لیے ہم فروخت شدہ چیز کا تاوان دلواتے ہین گے، وہ اس کا امین نہین ہوسکتا کیونکہ آدمی اُس چیز کا امین ہوتا ہے جس کا وہ نہ مالک ہو اور نہ اُس سے کوئی نفع عاجل و آجل اُٹھائے صرف اُس کو اصل مالک کے فائدہ کے لیے نہ کہ اپنے فائدے کے لیے اپنے پاس روک رکھے، چاہے واپسی کا اختیار بائع کو ہو یا مشتری کو اس مین دونون برابر ہین، کیونکہ بیع کے مکمل ہونے سے پہلے وہ چیز تلف ہوگئی،

[1] قیمت مال کی اصل قیمت کو کہتے ہین اور ثمن وہ ہے جو بائع و مشتری مین طے ہوجائے،

Marfat.com

(شفعہ)

ایک شخص نے ایک مکان خریدا اور اس مین ایک عمارت تعمیر کی، اس کے بعد شفیع نے بذریعہ شفعہ کے اس کا مطالبہ کیا، امام ابوحنیفہؒ کہتے ہین کہ شفیع مکان لے لیگا، اور عمارت بنانے والا کھنڈ رلے گا، اور امام ابویوسفؒ کی بھی یہی رائے ہے لیکن ابن ابی لیلیٰؒ مکان اور تعمیر عمارت دونون شفیع کو دلواتے ہین، اور اس کو تعمیر عمارت کی قیمت اور مکان کا ثمن ادا کرنا ہوگا، ورنہ اسکو شفعہ کا حق حاصل نہ ہوگا، اور امام شافعیؒ کہتے ہین کہ اگر کسی شخص نے کسی مکان کا ایک حصہ خریدا، پھر اس کی تقسیم کی، اور نئی عمارت بنائی، اب شفیع نے بذریعہ شفعہ کے اس کا مطالبہ کیا تو اس سے کہا جائیگا کہ اگر تم چاہو تو مکان کا ثمن اور نئی عمارت کی جو قیمت آج ہے ادا کردو ورنہ شفعہ سے باز آؤ، اس کے سوا کوئی صورت نہین ہے، کیونکہ اس نے عمارت زبردستی نہین بنائی ہے، اس لیے اس پر اس کا انہدام فرض نہین ہے

(ہمسایہ کا شفعہ)

امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے کہ شفعہ کا حق پہلے اس شریک کو حاصل ہے جس نے تقسیم نہین کی ہے، اس کے بعد اس شریک کو جس نے تقسیم کرلی ہے اور دونون کا راستہ ایک ہے پھر متصل کے ہمسائے کو حق شفعہ حاصل ہے، اور جب بہت سے ہمسائے ہون اور ان سب کا اتصال برابر درجہ کا ہو تو وہ شفعہ مین شریک ہین، ابن ابی لیلیٰ بھی امام ابوحنیفہ ہی کے قول کے قائل تھے، لیکن جب امیر المومنین ابو العباس نے ان کو تحریری حکم بھیجا کہ شفعہ کا

Marfat.com

فیصلہ صرف اُس شریک کے حق مین کرین جس نے تقسیم نہین کی ہے تو اُنھون نے اس حکم کو قبول کرلیا اور صرف اُس شریک کے حق مین فیصلہ کرنے لگے جس نے تقسیم نہین کی تھی، یہی قول اہل حجاز کا ہے اور یہی رائے امام شافعی کی ہے[1]

پوری کتاب اسی پسندیدہ روش پر لکھی گئی ہے، جس سے وہ طریقے نہایت واضح طور پر معلوم ہوتے ہین جن کو ان ائمہ نے استنباط و اجتہاد مین اختیار کیا ہے لیکن امام ابو حنیفہؒ کے اور اُن کے تلامذہ کے مذہب کے متعلق جس شخص کی کتابین ہمارے لیے محفوظ رہین وہ امام محمد بن حسن ہین جن کو ان مذاہب کی روایت کے ساتھ دوسرون پر امتیاز حاصل ہے، اُن کی کتابون کی دو قسمین ہین ایک تو وہ جن کی اُن سے روایت کی گئی اور وہ اسقدر مشہور ہوئین کہ قلوب پر اُن کو اطمینان حاصل ہوگیا، اور یہ کتابین ظاہر الروایۃ کے نام سے مشہور ہین، اور دوسری وہ کتابین ہین جنھون نے یہ درجہ نہین حاصل کیا، اور ہم ان دونون قسم کی کتابون پر بحث کرتے ہین

کتب ظاہر الروایۃ

مین پہلی کتاب جامع الصغیر ہے جس مین وہ مسائل جمع کیے گئے ہین جن کو امام محمد سے اُن کے دو شاگردون یعنی عیسیٰ بن ابان اور محمد بن سماعہ نے روایت کیا ہے، یہ مسائل کتب فقہ کی چالیس کتابون مین ہین جن مین پہلی کتاب کتاب الصلاۃ ہے لیکن اُسکی ہر کتاب مین ابواب نہین قائم کئے گئے تھے اس لیے قاضی ابو طاہر محمد بن محمد الدباس نے اسکی تبویب

[1] مصنف نے کئی ورق مین اس قسم کے مسائل لکھے ہین لیکن ہم نے طوالت اور غیر دلچسپی کے خیال سے اُن کو قلم انداز کردیا ہے

Marfat.com

ترتیب کی تاکہ طلبا اِس کا یاد کرنا اور پڑھنا آسان ہو جائے، امام محمد اس کتاب کے مسائل کی روایت امام ابو یوسف سے اور وہ امام ابو حنیفہ سے کرتے ہین اور اس کتاب مین استدلال موجود نہین ہے،

دوسری کتاب جامع الکبیر ہے جو جامع صغیر ہی کے مثل ہے، البتہ وہ اُس سے بڑی ہے،

تیسری کتاب مبسوط ہے جو اصل کے نام سے مشہور ہے، امام محمد کی تصنیفات مین یہ سب سے بڑی کتاب ہے، جسمین اُنھون نے اس قسم کے ہزارون مسائل جمع کیے ہین، جن کے جوابات امام ابو حنیفہ نے مستنبط کئے ہین اور ان مین بعض وہ مسائل بھی ہین جنمین امام ابو یوسف اور امام محمد نے اُن سے اختلاف کیا ہے، اس کتاب مین اُن کی عادت یہ ہے کہ امکو وہ اُن آثار سے شروع کرتے ہین جو اُن کے پاس موجود ہوتے ہین، پھر اُس کے مسائل بیان کرتے ہین اور اکثر اُن مسائل پر خاتمہ کرتے ہین جن مین امام ابو حنیفہ اور ابن ابی لیلی نے اس باب کے مسائل مین اختلاف کیا ہے، یہ اُن کے ایک شاگرد احمد بن حفص نے اُن سے اس کتاب کی روایت کی ہے، اور وہ احکام کی علت سے خالی ہے،

چوتھی کتاب سیر الصغیر ہے جسمین کتاب الجہاد کے مسائل ہین،

پانچوین کتاب سیر الکبیر ہے، اور وہ فقہ مین اُن کی آخری تصنیف ہے، اور یہی وجہ ہے کہ اُن کی کتابون کے راوی ابو حفص احمد بن حفص نے اُن سے اس کی روایت نہین کی ہے، کیونکہ ابو حفص کے عراق سے واپس آنے کے بعد اُنھون نے اُس کو تصنیف کیا ہے، اس لیے اُس کے کسی مسئلہ مین اُنھون نے امام ابو یوسف کا نام نہین لیا ہے، کیونکہ جب اُن دونون کے درمیان سخت عداوت قائم ہو گئی ہے، اُس کے بعد اُنھون نے اس کتاب کو لکھا ہے،

Marfat.com

اور جب وہ امام ابو یوسف سے کسی حدیث کی روایت کرنا چاہتے ہین تو کہتے ہین کہ ثقہ نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی' اور جہان کہین یہ لفظ بولتے ہین اس سے امام ابو یوسفؒ کی ذات مراد لیتے ہین'

امام محمد سے ابو سلیمان جوزجانی اور اسمعیل بن توابہ نے اس کتاب کی روایت کی ہے' چوتھی صدی کے آغاز مین ابو الفضل محمد بن احمد المروزی المعروف بالحاکم الشہید نے کافی کے نام سے ایک کتاب لکھی جس مین امام محمد کی مبسوط کتابون کے مطالب بیان کیے' اور ان کے مکرر مسائل کو حذف کر دیا' یہ ایک عمدہ قلمی کتاب ہے جو مصر کے کتبخانہ مین موجود ہے'

امام محمد بن حسن کی کتابون مین ہم کو ایک اور کتاب ملی ہے' جسمین انھون نے اہل مدینہ پر رد کیا ہے' اور امام شافعی نے کتاب الام مین اس کی روایت کی ہے' اور اسکے ہر مسئلہ پر یا تو اہل مدینہ کی تائید کے لیے یا امام ابو حنیفہ کی موافقت کے لیے اعتراضات کیے ہین'

اس کتاب مین صرف وہ مسائل مذکور ہین جن مین امام ابو حنیفہ نے اہل مدینہ سے اختلاف کیا ہے اور ان مین سے ایک مسئلہ یہ ہے'

باب اس شخص کا جو ایک شخص کو کسی دوسرے شخص کیلیے اس غرض سے پکڑ رکھتا ہے کہ وہ اسکو قتل کر دے

اس شخص کے بارے مین جو ایک شخص کو کسی دوسرے شخص کے لیے پکڑ رکھتا ہے اور وہ ہتھیار کے ضرب سے اس کو اسی جگہ مار ڈالتا ہے' امام ابو حنیفہ کا قول یہ ہے کہ

Marfat.com

کہ پکڑ رکھنے والے پر قصاص نہین ہے قصاص صرف قاتل پر ہے البتہ پکڑ لینے والے
کو سزا دیجائے گی اور وہ قید خانہ مین بھیجدیا جائے گا لیکن اہل مدینہ کہتے ہین کہ اگر
اُس نے اُس کو پکڑ لیا اور اس کا خیال ہے کہ وہ اسکو قتل کرنا چاہتا ہے تو اس کے
بدلے مین دونون قتل کیے جائین گے لیکن امام محمد بن حسن کہتے ہین کہ پکڑ لینے والا کیونکر
قتل کیا جا سکتا ہے؟ حالانکہ اُس نے قتل نہین کیا ہے، اگر اُس نے اُس شخص کو پکڑ لیا
اور اس کا خیال ہے کہ وہ اسکو قتل کرنا نہین چاہتا تو کیا تم لوگ پکڑ لینے والے کو قتل کر دوگے
اگر وہ لوگ کہین کہ "نہین" ہم اُس کو صرف اس وقت قتل کرین گے جب وہ یہ گمان کرے
کہ وہ اُس کو قتل کرنا چاہتا ہے، تو ہم اُن سے کہین گے کہ ہمارے خیال مین تمھارے
نزدیک پکڑ لینے والے پر قصاص اُس کے گمان کی بنا پر واجب ہے اور گمان غلط بھی ہوتا
ہے اور صحیح بھی کیا تمھارے خیال مین ایک شخص نے ایک شخص کا پتہ دیا اور اُس نے
اُس کو قتل کر دیا اور جس نے پتہ دیا ہے اس کا خیال ہے کہ اگر وہ اسپر قدرت پائیگا
تو اُس کو قتل کر دیگا تو کیا تم جس طرح پکڑنے والے کو قتل کرتے ہو پتہ دینے والے کو
بھی قتل کر دوگے؟ کیا تمھارے خیال مین اگر ایک آدمی نے ایک شخص کو ایک آدمی کے
قتل کرنے کا حکم دیا اور اس نے اس کو قتل کر دیا تو کیا قاتل اور حکم دینے والا دونون
قتل کیے جائین گے کیا تمھارے خیال مین اگر ایک آدمی نے ایک عورت کو ایک
شخص کے لیے روک رکھا، یہان تک کہ اس نے اس کے ساتھ زنا کیا تو کیا ان دونون
پر حد جاری کی جائے گی یا صرف اُس شخص پر حد جاری ہوگی جس نے زنا کیا ہے؟ اور
اگر وہ دونون محض ہون تو کیا دونون سنگسار کیے جائین گے؟ جو شخص یہ کہتا ہے کہ پکڑ لینے
والا قتل کیا جائے گا اُس کو چاہیئے کہ یہ کہے کہ ان دونون پر حد جاری کی جائے گی کیا تمھارے

Marfat.com

خیال مین اگر ایک آدمی نے ایک آدمی کو شراب پلائی تو کیا دونون پر حدِ خمر جاری ہوگی، یا صرف پینے والے پر؟ کیا تمھارے خیال مین اگر ایک آدمی نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ ایک شخص پر تہمت لگائے اور اُس نے اسپر تہمت لگا دی کیا دونون پر حد جاری ہوگی، یا صرف تہمت لگانے والے پر؟ تمھارے قول کے مطابق چاہیے کہ دونون پر حد جاری ہو، حضرت علی بن ابی طالبؓ سے مروی ہے کہ اُنھون نے اُس شخص کے بارے مین جس نے ایک شخص کو قصداً قتل کر دیا اور دوسرے نے اُس کو روک رکھا فرمایا کہ قاتل قتل کیا جائیگا اور دوسرا قید رکھا جائے گا یہان تک کہ مر جائے،

امام شافعیؒ فرماتے ہین کہ خدا نے لوگون کو نفس فعل پر سزا دی ہے، اور اُسی کے لیے قصاص مقرر کیا ہے، چنانچہ وہ فرماتا ہے،

کتب علیکم القصاص فی القتلی	مقتولین کے! تمھارے لیے تم پر قصاص فرض کیا گیا،
ومن قتل مظلوما فقد جعلنا	اور جو شخص مظلوم قتل کیا گیا ہم نے اس کے ولی کو
لولیہ سلطانا	اقتدار عطا فرمایا،

اور جو لوگ اس آیت کے مخاطب ہین اُن کے نزدیک یہ عام طور پر معلوم تھا کہ مقتول کے ولی کا اقتدار نفس قاتل پر ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جس شخص نے قتل کے ذریعہ سے کسی مسلمان کا خون گرایا اس کا قصاص اس کے ہاتھ مین ہے، اور خداوند تعالیٰ فرماتا ہے،

الزانیۃ والزانی فاجلدوا	زانیہ اور زانی مین سے ہر ایک کو سو
کل واحد منھما مائۃ جلدۃ	کوڑے مارو،

اور فرمایا،

Marfat.com

والذین یرمون المحصنات ثم لم	جو لوگ پاکباز عورتون پر تہمت لگاتے ہین
یاتوا باربعۃ شہداء فاجلدوھم	پھر چار گواہ نہین پیش کرتے اُن کو اسی
ثمانین جلدۃ	کوڑا ماروں

لیکن مجھے کوئی ایسا پیشوا نہین ملتا جس نے کسی کو ایسے فعل یا ایسے قول پر حد ماری ہو جسکو نہ اُس نے کیا ہے، نہ کہا ہے اِس لیے اگر کسی نے کسی کو کسی شخص کے لیے پکڑا اور اس نے اسکو قتل کر دیا تو اس کے بدلے مین قاتل قتل کیا جاے گا اور پکڑنے والے کو سزا دی جائے گی اور خدا کے فیصلے مین یہ جائز نہین کہ جب مین نے قاتل کو قتل کے بدلے مین قتل کر دیا تو پکڑنے والے کو پکڑنے کے بدلے مین قتل کرون حالانکہ پکڑنا اور قتل کرنا دو مختلف چیزین ہین اور جس شخص نے اسکو قتل کیا اس نے خداوند تعالےٰ کے حکم کو بدل دیا کیونکہ خداوند تعالیٰ نے جب یہ فرمایا کہ

کتب علیکم القصاص فی القتلی	مقتولین کے بارے مین تم پر قصاص فرض ہے

تو قصاص یہی ہے کہ آدمی کے ساتھ اسی کے مثل کام کیا جاوے جو اس نے کیا ہے کیا یہان قتل واقع ہے جسکے بدلے مین قتل کیا جاے؟ یہان صرف پکڑ رکھنا ہے اور پکڑ رکھنا ایک گناہ ہے جسمین قصاص نہین ہے اس لیے اُس مین سزا دی جائے گی خواہ اُس نے اس لیے روک رکھا کہ وہ اسکو قتل کر دے یا قتل نہ کرے اور اگر پکڑ رکھنا قتل کے قائم مقام ہوتا، جبکہ پکڑ لینے والا یہ نیت کرتا کہ مجبوس قتل کر دیا جائے گا تو ایسی حالت مین یہ چاہیے کہ گو وہ قتل نہ کیا جائے لیکن پکڑ لینے والا قتل کر دیا جائے کیونکہ اس نے نیت کے ساتھ ایک ایسا کام کیا جسکو وہ قتل کے قائم مقام سمجھتا تھا لیکن یہ امام مالک بن انس اور امام محمد بن حسن کے قول کے خلاف ہے اور امام محمد بن حسن امام مالک کے

جو اعتراضات کرتے ہین وہ سب بلکہ اُن سے زیادہ اُن پر وارد ہوتے ہین لیکن امام محمدؒ بھی دوسرے سوا قع پر غفلت سے نہین بچتے اس لیے اُن پر بھی وہی اعتراضات ہوتے ہین جو انھون نے امام مالکؒ پر کیے ہین اس لیے وہ تمام دلائل جو اُنھون نے امام مالکؒ کے خلاف قائم کیے ہین اُن کے خلاف قائم ہو جاتے ہین اگر کوئی کہے کہ اس کی مثال کیا ہے تو کہا جائیگا کہ امام محمدؒ کا قول ہے کہ اگر ایک جماعت نے ڈاکہ مارا اور قتل کیا اور اُن کی مددگار ایک ایسی جماعت ہے جو آواز تو سنتی ہے لیکن جن لوگون نے قتل کیا ہے ان کو نہین دیکھتی تو قاتلون کو تو قتل کے بدلے مین قتل کیا جائیگا اور مددگارون کو اس لیے قتل کیا جائیگا کہ اُن لوگون نے اُن کی قوت سے قتل کیا، امام شافعیؒ فرماتے ہین کہ مین نے امام محمدؒ سے پوچھا کہ آپ کو اس کے بارے مین کوئی روایت بھی ملی ہے؟ تو اُنھون نے کوئی روایت بیان نہین کی، تو مین نے اُن سے کہا کہ کیا ایک ضعیف آدمی نے ایک طاقتور آدمی قتل کرنا چاہا اور دوسرے طاقتور آدمی سے کہا کہ اگر مین ضعیف نہ ہوتا تو فلان کو قتل کر دیتا تو اس نے کہا کہ مین تمھارے لیے اُس کی مشکین باندھ دون گا چنانچہ اُس نے اس کی مشکین کسین، اس کے سینے پر بیٹھا اور اس کا گلا اُبھارا تا کہ اس کا حلق نمایان ہو جائے، پھر ضعیف کو چھری دیدی اور اُس نے اسکو ذبح کر دیا تو کیا تم صرف ذبح کرنیوالے کو قتل کروگے، کیونکہ وہی قاتل ہے، اور اُس شخص کی مدد کی طرف جو قتل کا سبب تھا ملتفت نہ ہوگے کیونکہ سبب فعل سے مختلف ہے اور خاص فعل پر مواخذہ کرتا ہے؟ کیا اُس شخص نے اس کے قتل پر زیادہ مدد کی ہے، یا اُن مددگارون نے ان لوگون کے قتل پر جو راستے سے گذر رہے تھے؟ پھر اُن مددگارون کے متعلق تم کہتے ہو کہ اگر ایسی جگہ ہون جہان سے آواز نہ سُن سکتے ہون اور گو اُس جماعت کو دیکھتے ہون لیکن انکو قوت پہونچاتے ہون،

Marfat.com

تاہم اُن کو صرف سزا دیجائے گی، پھر جہان سے آواز سنتے ہون اُن پر کیون حجاری ہوگی؟

امام محمدؒ نے جواب دیا کہ امام مالکؒ بھی مجھ سے متفق ہین اور اسی طرح وہ بھی کہتے ہین کہ مدعا علیہ قتل کیے جائین گے، مین نے کہا تو کیا ان سے تمھارے لیے تمھارے غیر پر حجت قائم ہو جائیگی؟ اگر تمھارا قول حجت نہین ہے، تو کیا ہمارے استاد امام مالکؒ کا اسی قسم کا قول جس پر تم اعتراض کرتے ہو حجت ہوگا؟ اُنھون نے کہا تو کیا تمھارا یہ قول نہین ہے؟ مین نے کہا نہین اور مین کسی عقلمند آدمی کو نہین پاتا، جس کا یہ قول ہو اور جو شخص اس کا قائل ہوا وہ کتاب اور قیاس معقول کے حکم سے نکل گیا اور تم نے جس چیز سے استدلال کیا ہے اس کا اکثر حصہ اُس کے لیے لازم ہوگا، تو اگر تم نے کسی چیز مین استدلال کیا یا اُن پر نکتہ چینی کی اور خود اُس سے بچ گئے تو یہ ہو سکتا ہے،

امام شافعیؒ فرماتے ہین کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ اُنھون نے فرمایا کہ قاتل قتل کیا جائیگا اور پکڑنے والے کو حبسِ دوام کی سزا دیجائے گی، لیکن امام محمدؒ حبسِ دوام کی سزا نہین دیتے، اس لیے انھون نے جس چیز سے استدلال کیا ہے اُسی کی مخالفت کرتے ہین،

پوری کتاب اسی طریقہ پر فریقین کی قوتِ استدلال کا نمونہ ہے، اور قانون کے طلبا کے پڑھنے کے قابل ہے،

امام محمدؒ کی ایک کتاب کتاب الآثار ہے، جس کا ذکر ابن ندیم نے نہین کیا ہے، لیکن ہم نے اُس کا قلمی نسخہ مصر کے کتبخانہ مین دیکھا ہے، انھون نے اس مین وہ آثار جمع کیے ہین جن سے ائمہ احناف استدلال کرتے ہین اور اُن کی اور بھی بہت سی کتابین ہین جو نوادر کے نام سے مشہور ہین، اور یہ وہ کتابین ہین جو اُن سے قابلِ اطمینان طریقہ

Marfat.com

مروی نہین ہین؛ چنانچہ اُن کے نام یہ ہین،

(۱) امالی محمد فی الفقہ اور وہ کیسانیات کے نام سے مشہور ہے،

(۲) کتاب الزیادات،

(۳) کتاب زیادۃ الزیادات،

(۴) کتاب النوادر ابن رستم کی روایت سے،

امام محمد رحمہ اللہ ان اشخاص مین سے ہین جنھون نے موطا امام مالکؒ کی روایت امام مالکؒ سے کی ہے، وہ اس کی حدیثون کے بعد موافق یا مخالف امام ابوحنیفہؒ کے معمولات کہتے ہین اور اس سبب کو بیان کرتے ہین جسکی وجہ سے اختلاف پیدا ہوا،

امام ابوحنیفہؒ کے تلامذہ مین ایک مصنف حسن بن زیاد لولوی ہین جنھون نے کتاب المجرد لابی حنیفہ روایۃ، کتاب ادب القاضی، کتاب الخصاف، کتاب النفقات، کتاب الخراج، کتاب الفرائض اور کتاب الوصایا تصنیف کی ہے، لیکن حسن بن زیادؒ کی روایتون کا درجۂ اعتبار امام محمد بن حسنؒ کی روایتون کے جد ہے، کیونکہ امام محمدؒ پر پورا اعتماد کیا جاتا ہے،

ائمۂ حنفیہ مین ایک مصنف عیسیٰ بن ابانؒ شاگرد امام محمد بن حسنؒ ہین جنھون نے کتاب الحج، کتاب خبر الواحد، کتاب الجامع الکبیر، کتاب اثبات القیاس اور کتاب اجتہاد الرای لکھی ہے،

ان ہی مین ہلال بن یحیی المعروف بہلال الرائےؒ اور ابوعبداللہ محمد بن سماعہ ہین، اور محمد بن سماعہؒ ان لوگون مین ہین جنھون نے امام محمد بن حسنؒ سے ان کی کتابون کی روایت کی ہے،

Marfat.com

ان ہی مین ایک بزرگ احمد بن عمرو بن مہیر الشہور بالخصاف ہین جنھون نے بہت سی کتابین تصنیف کین اور اُن کی سب سے بہترین کتاب وہ ہے جو اُنھون نے اوقاف کے متعلق لکھی ہے اور وہ مشہور و متداول ہے'

اس دور کا خاتمہ ایک عظیم الشان امام اور عظیم الشان مصنف امام ابو جعفر احمد بن محمد بن سلمۃ الازدی الطحاوی المصری پر ہوا انھون نے حسب ذیل کتابین تصنیف کین'

(۱) کتاب اختلاف الفقہاء' یہ ایک بہت بڑی کتاب ہے جسکو وہ مکمل نہ کر سکے'

(۲) کتاب شرح مشکل الاحادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو تقریباً ہزار ورق مین ہے'

(۳) کتاب شرح معانی الآثار' ہم کو اس کتاب سے واقفیت حاصل ہوئی تو معلوم ہوا کہ وہ ایک ایسے شخص کی تصنیف ہے جو علم سے لبریز ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثین اس کو خوب یاد ہین اور اسی کے ساتھ فقہا نے جو مذاہب اختیار کیے ہین اُن کے متعلق اُن کے اقوال و مستندات سے اُس کو پوری واقفیت حاصل ہے'

اُن کی اور کتابین بھی ہین جن کا ذکر ابن ندیم نے فہرست مین کیا ہے'

اس دور مین بھی کتابین تصنیف کی گئین لیکن ان مین سب سے مقدم امام محمدؒ کی کتابین ہین' اور امام ابو حنیفہؒ اور اُن کے تلامذہ کے مذہب کی بنیاد ان ہی کتابون پر قائم ہے اور آئندہ دور مین علماء حنفیہ نے اُنھین کی شرح و توضیح کی ہے اور ان ہی پر اعتماد کیا ہے اور اُن ہی سے فیضیاب ہوے ہین'

امام مالک بن انس امام مدینہ کے مذہب کے متعلق کتابین

امام مالکؒ نے اپنی کتاب موطا لکھی' اور اُن کے بہت سے تلامذہ نے اُن سے اُسکی

روایت کی لیکن اُن کی روایتون مین اختلاف ہے کسی مین کمی ہے اور کسی مین زیادتی ہے، البتہ موطا کی مشہورترین روایت یحییٰ بن یحییٰ اللیثیؒ کی روایت ہے اور ہم اسی نسخہ کو پڑھتے ہین، اور مصر مین یہی چھاپا گیا ہے، ایک اور موطا ہے جسکی روایت امام محمد بن حسنؒ نے کی ہے اور وہ ہندوستان مین طبع ہوئی ہے،

اس کتاب مین امام مالکؒ کی عادت یہ ہے کہ موضوع کے مقدمہ مین ان احادیث کو ذکر کرتے ہین جو اُس کے متعلق ہوتی ہین پھر اُس کے متعلق اُن صحابہؓ یا تابعینؒ کے آثار لاتے ہین، جن مین بہت کم مدینہ کے علاوہ اور کہین کے ہوتے ہین، کبھی کبھی اہل مدینہ کے عمل یا اُن کے امر متفق علیہ کو بھی بیان کرتے ہین، چنانچہ اُن کی طرز تحریر کا نمونہ یہ ہے،

مریض کا طلاق

امام مالک ابن شہابؒ سے، وہ طلحہ بن عبداللہ بن عوفؓ سے روایت کرتے ہین جو اس مسئلہ کے سب سے بڑے عالم تھے، اور ابو سلمہ بن عبدالرحمن بن عوفؓ سے کہ عبدالرحمن بن عوف نے جبکہ وہ مریض تھے اپنی بی بی کو طلاقِ بتہ دی تو ان کی انقضاے عدت کے بعد حضرت عثمان بن عفانؓ نے اُن کو اُن کی وراثت دلوائی،

امام مالکؒ عبداللہ بن الفضل سے اور وہ اعرج سے روایت کرتے ہین کہ ابن کمل نے اپنی بی بیون کو حالتِ مرض مین طلاق دی تھی لیکن حضرت عثمان بن عفانؓ نے اُن کو ان کی وراثت دلوائی،

امام مالکؒ نے ربیعہ بن ابی عبدالرحمنؒ سے یہ کہتے ہوے سُنا کہ اُن کو معلوم ہوا کہ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کی بی بی نے اُن سے طلاق کی درخواست کی تو انھون نے

کہا کہ جب تمھین حیض آئے اور تم اس کے بعد پاک ہو جاؤ تو مجھے اطلاع دو، لیکن اس کو اسوقت حیض آیا جب حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ بیمار ہوئے، اور جب وہ پاک ہوئی تو اُن کو اطلاع دی، چنانچہ اُنھون نے اس کو طلاق بتہ یا ایک طلاق دی جس کے سوا اُس پر کوئی طلاق باقی نہ رہ گئی، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اس وقت بیمار تھے لیکن حضرت عثمان بن عفانؓ نے اس کی عدت کے گذرنے کے بعد اُس کو وراثت دلوائی،

امام مالکؒ یحیی بن سعیدؒ سے اور وہ محمد بن یحیی بن حبانؒ سے روایت کرتے ہین کہ انھون نے کہا کہ میرے دادا حبانؒ کے پاس دو عورتین تھین ایک ہاشمیہ اور ایک انصاریہ چنانچہ اُنھون نے انصاریہ کو جو دودھ پلا رہی تھی طلاق دی اور اُس پر ایک سال گذر گیا اس کے بعد وہ مر گئے اور اس کو حیض نہ آیا اس لیے اس نے کہا کہ مین اُن کی وراثت پاؤنگی مجھے حیض نہین آیا، چنانچہ ان دونون عورتون نے حضرت عثمانؓ سے اس کی مخاصمت کی اور انھون نے اُس کے حق مین میراث کا فیصلہ کیا، اس پر ہاشمیہ نے حضرت عثمانؓ کو ملامت کی اور کہا کہ یہ تمھارے چچازاد بھائی کا کام ہے اور اُس نے اس سے ہماری طرف اشارہ کیا یعنی حضرت علی بن ابی طالبؓ،

امام مالکؒ نے ابن شہابؒ کو کہتے ہوے سُنا کہ اگر حالتِ مرض مین کسی نے اپنی بی بی کو تین طلاق دی تو وہ اس کی وارث ہوگی، امام مالکؒ کہتے ہین کہ اگر حالتِ مرض مین قبل مجامعت کے طلاق دی تو اس کو نصف مہر ملے گا، وراثت ملیگی، اور اُسکو عدت مین بیٹھنا نہ پڑے گا اور اگر مجامعت کے بعد طلاق دی تو اس کو پورا مہر اور پوری وراثت ملیگی، اور اس معاملہ مین ہمارے نزدیک باکرہ اور ثیبہ دونون برابر ہین،

موطا اُن احادیث کا مجموعہ ہے جو امام مالکؒ کے نزدیک صحیح ثابت ہوئی ہین اور اُن کی تعداد تقریباً

پانچ سو ہے

لیکن اُنھون نے جن مسائل کے جوابات دیے ہین اُن کو اُن سے اُن کے تلامذہ نے مدون کیا ہے، اور سب سے پہلے اسکو اسد بن فرات نے لکھا لیکن جو سوالات اُنھون نے امام محمد بن حسن فقیہ عراق سے اخذ کیے اُن کو جیسا کہ شیخ علیش نے متن خلیل کی شرح مین بیان کیا ہے نہین لکھا، اس کے بعد عبدالرحمن بن القاسم نے اُن سے یہ سوالات کیے تو انھون نے امام مالک کی راے پر ان کو جواب دیا اور جو لکھا اسکو قیروان مین لائے، اور اُن سے ان کو سحنون نے لکھا اور اُن کا نام اسدیہ تھا، پھر ۱۸۳ھ مین سحنون اس کو ابن قاسم کے پاس لائے، اور اُن کو اُن کے سامنے پیش کیا اور اس مین چند مسائل کی اصلاح کی، اور اسکو ۱۹۱ھ مین لیکر قیروان واپس آئے، اس کو تالیف کی شکل مین اسد بن الفرات نے پہلے اس طرح جمع کیا تھا اور تصانیف کی ترتیب پر اس کے ابواب اس طرح قائم کیے تھے کہ مسائل غیر مرتب تھے، اور تراجم نہین قائم کیے گئے تھے، اس لیے سحنون نے اس کے اکثر حصے کو مرتب کیا اور اس کے بعض مسائل پر اُن آثار سے استدلال کیا ہے جنکی انھون نے موطا ابن وہب وغیرہ سے روایت کی تھی، لیکن اُس کے کچھ حصے ایسے رہ گئے کہ سحنون اس مین اس کام کو نہ کرسکے، قاضی عیاض سے اُن کی تالیف کا نمونہ یہ ہے،

اہل صلاح اور اہل بدع کے پیچھے نماز

(کہا) اور کہا امام مالک نے کہ لوگون کی امامت وہ شخص کرے جو ان مین سب سے زیادہ عالم ہو، بشرطیکہ اس کی حالت بہتر ہو، انھون نے کہا کہ سن کا بھی حق ہے، تو مین نے

Marfat.com

اُن سے کہا کہ وہ شخص جو ان مین سب سے زیادہ قاری ہو؟ بولے کبھی وہ شخص قاری ہوتا ہے جو نہین" "نہین" سے ان کی یہ مراد ہے کہ اس کی حالت بہتر نہین ہوتی اور امام مالکؒ کہتے ہین اور کہا جاتا ہے کہ سواری پر آگے بیٹھنے کا سب سے زیادہ مستحق سواری کا مالک ہے اور امامت کا سب سے زیادہ مستحق صاحب خانہ ہے جب لوگ اس کے مکان مین نماز پڑھین، البتہ جب وہ اُس کے متعلق اس کی اجازت حاصل کرلین تو دوسرا شخص بھی نماز پڑھا سکتا ہے مین نے امام مالکؒ کو دیکھا کہ وہ اسکو پسند کرتے ہین مین نے ابن قاسم سے کہا کہ اگر ایک اچھا قرآن پڑھنے والے نے اُس شخص کے پیچھے نماز پڑھی جو قرآن اچھا نہین پڑھتا تو اُس کے بارے مین امام مالکؒ کا قول کیا ہے؟ انھون نے کہا کہ امام مالکؒ کا قول ہے کہ جب امام نے ایک جماعت کو نماز پڑھائی اور قرأت چھوڑ دی تو امام اور مقتدی دونون کی نمازین باطل ہوگئین اور گو وقت چلا گیا ہو لیکن وہ لوگ نماز کا اعادہ کرین گے، انھون نے کہا تو جو شخص قرآن اچھا نہین پڑھتا اس کا معاملہ اس سے زیادہ سخت ہے، کیونکہ کسی شخص کے لیے یہ سزاوار نہین ہے کہ ایسے شخص کی اقتدا کرے جو قرآن اچھا نہین پڑھتا، انھون نے کہا کہ مین نے امام مالکؒ سے پوچھا کہ امام قدری کے پیچھے نماز پڑھی جا سکتی ہے، تو اُنھون نے کہا کہ اگر تمھین یقین ہو تو اسکے پیچھے نماز نہ پڑھو، مین نے کہا کہ جمعہ بھی نہین، بولے اگر تمھین یقین ہو تو جمعہ بھی نہین، انھون نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ اگر تم اُس سے ڈرتے ہو تو اُس کے ساتھ نماز پڑھو اور ظہر کی صورت مین اس کا اعادہ کرو، امام مالکؒ کہتے ہین کہ اہل اہوا، بھی اہل قدر کے مثل ہین، اُنھون نے کہا کہ مین نے امام مالکؒ کو دیکھا کہ جب اُن سے اُس شخص کے نماز دوہرانے کے متعلق سوال کیا جاتا جس نے اہل بدعت کے پیچھے نماز پڑھی تو وہ توقف کیا کرتے تھے،

اوراس کا جواب نہین دیتے تھے ابن قاسم کہتے ہین کہ میرے نزدیک اس بارے مین اسیوقت
نماز کا اعادہ کرنا چاہیئے، اُنہون نے کہا کہ امام مالکؒ سے اس شخص کے بارے مین سوال
کیا گیا جس نے ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھی جو ابن مسعودؓ کی قرأت کے ساتھ قرأت
کرتا ہے، تو اُنھون نے کہا کہ وہ نکل جائے اُس کو چھوڑ دے اور اس کی اقتدا نہ کرے
اور امام مالکؒ کہتے ہین کہ اہلِ بدعت کے ساتھ شادی بیاہ نہ کیا جائے، اُنکو سلام نہ کیا جائے
اُن کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے، اُن کے جنازے کی شرکت نہ کی جائے، اُنھون نے
کہا کہ امام مالکؒ نے فرمایا کہ جس شخص نے ایسے آدمی کے پیچھے نماز پڑھی جو ابن مسعودؓ کی
قرأت کرتا ہے تو اس کو چاہیئے کہ نکل جائے اور اُسکو چھوڑ دینے مین نے کہا تو امام
مالک کے قول مین جب اُس نے اس کے پیچھے نماز پڑھی تو کیا اس کا اعادہ اس پر فرض
ہے؟ ابن القاسم نے کہا کہ جب انھون نے ہمارے لیے یہ کہا کہ وہ نکل جائے تو میری
رائے مین وہ وقت مین اور اُس کے بعد اُس کا اعادہ کرے

مدونہ کے مسائل کی تعداد ۳۶ ہزار تک پہونچتی ہے، اور مقلدین امام مالکؒ کے
نزدیک یہی مدونہ اساسِ علم ہے، اور مقلدینِ مالکؒ مین جن لوگون نے کتابین لکھین اُنمین
ایک عبداللہ بن عبدالحکم المصری ہین، جنھون نے مختصر الکبیر تالیف کی اور اُس کے ذریعہ سے
اشہب کی کتابون کا اختصار کیا اور مختصر الاوسط اور مختصر الصغیر لکھی جسمین صغیر کو تو موطا تک
محدود رکھا لیکن اوسط کی دو قسمین ہین، جس کی روایت قراطیسی نے کی ہے اس مین آثار
اضافہ ہے، برخلاف اُسکے جس کی روایت اُن کے بیٹے محمد اور سعید بن حسان نے کی ہے
کہا جاتا ہے کہ مختصر کبیر کے مسائل کی تعداد ۱۸۰۰۰ ہزار اور اوسط کی ۱۴۰۰۰ اور صغیر
کی ۱۲۰۰۰ ہزار ہے

ایک اصبغ بن الفرج ہین جنھون نے کتاب الاصول اور ابن القاسم سے سنے سماع کی ۲۲ کتابین تصنیف کین،

اور محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم نے کتاب احکام القرآن کتاب الوثائق والشروط کتاب آداب القضاۃ اور کتاب الدعوی والبینات تالیف کی،

اور محمد بن احمد العتبی القرطبی نے مستخرجہ تالیف کی جسمین زیادہ تر روایات مردود اور مسائل شاذہ ہین اُن کے پاس مسائل غریبہ آتے تھے، اور جب وہ اُن کو پسند آتے تھے تو کہتے تھے کہ ان کو مستخرجہ مین داخل کرلو ابن وضاح کہتے ہین کہ مستخرجہ مین غلطیان بہت ہین، اور محمد بن عبدالحکم کا قول ہے کہ مین نے اس کے اکثر حصے کو جھوٹ دیکھا اور ایسے مسائل پائے جن کی کوئی اصل نہین، ابو محمد بن حزم الظاہری نے مستخرجہ کا ذکر کیا تو کہا کہ افریقہ مین اہل علم کے نزدیک اس کا درجہ بلند ہے اور اس کو بہت زیادہ شہرت حاصل ہے یحیی بن عمر الکنانی نے ایک کتاب مین اس کا اختصار کیا ہے اور اس کا نام منتخب رکھا ہے،

اور محمد بن سحنون نے اپنی مشہور کتاب جامع لکھی ہے اور اس مین علم وفقہ کی تمام شاخین جمع کین، اس مین جو کتابین ہین ان کی تعداد تقریباً ساٹھ ہے،

اور محمد بن ابراہیم عبدوس نے ایک کتاب لکھی جس کا نام "الجموعہ علی مذہب مالک واصحابہ" رکھا، لیکن اس کے پورے کرنے سے پہلے وہ انتقال کرگئے،

اس دور مین مالکیہ کے سب سے بڑے مصنف دو ہین ایک مشرق مین ان کا نام قاضی اسمعیل بن اسحاق ہے، جنھون نے فقہ مین اپنی کتاب مبسوط تالیف کی اور ایک کتاب امام محمد بن حسن امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ کے رد مین لکھی،

Marfat.com

دوسرے بزرگ مصر مین جنکا نام محمد بن ابراہیم بن زیاد الاسکندرانی المعروف بابن المواز ہی، مالکیون نے فقہ مین جو کتابین تالیف کی ہین ان مین اُن کی کتاب سب سے بڑی، سب سے زیادہ اصح المسائل اور سب سے زیادہ مبسوط ہے، اور قابسی نے اُس کو تمام امہات کتب پر مقدم کیا ہی،

امام شافعیؒ کے مذہب کے متعلق کتابین

صرف امام شافعیؒ ہی ایک ایسے امام ہین جن کی نسبت یہ معلوم ہی کہ اُنھون نے بذات خود کتابین تصنیف کین جو اُن کے مذہب کے پیرون کے لیے سنگ بنیاد ہو گئین، اور اُنھین نے عراق و مصر مین اپنے شاگردون کو املا کرایا اور ان کی عراق کی کتابین اُن کا مذہب قدیم اور مصر کی کتابین اُن کا اصلاح شدہ مذہب جدید ہین، چنانچہ ان کتابون کے نام حسب ذیل ہین

(۱) رسالہ فی ادلۃ الاحکام، یہ ان کا ایک اصولی رسالہ ہے جس کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہین،

(۲) کتاب الام، یہ وہ یکتا کتاب ہے جس کے مثل اُن کے زمانے مین کوئی کتاب اس اسلوب بدیع، دقت تعبیر اور قوت مناظرہ مین تصنیف نہین کی گئی، امام محمدؒ کی کتابون کی طرح وہ اس کتاب مین صرف مسائل کی تفصیل نہین کرتے، بلکہ مسئلہ کے ساتھ اس کی دلیل بھی بیان کرتے ہین، اور اکثر اپنے مخالفین کا ذکر کرتے ہین، اور اُن کے خلاف دلیل قائم کرتے ہین، اس کا نام ان کی کتاب قدیم بھی تھا انکی تحریر کا نمونہ یہ ہی،

نماز کے متعلق کلام

انھون نے اس کی ابتدا مین تین حدیثین مع اُن کی سند کے روایت کی ہین،

(۱) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ملک حبش مین آنے سے پہلے ایسی حالت مین جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے ہوتے تھے ہم لوگ آپ کو سلام کرتے تھے اور آپ اُسی حالت مین ہم کو سلام کا جواب دیتے تھے لیکن جب ہم لوگ ملک حبش سے پلٹے تو مین آپ کی خدمت مین سلام کرنے کے لیے حاضر ہوا تو آپ کو نماز پڑھتے ہوے پایا اور سلام کیا لیکن آپ نے جواب نہین دیا اس لیے میرے دل مین دور و نزدیک کے بہت سے خیالات پیدا ہوگئے اور مین بیٹھ گیا، جب آپ نماز پڑھ چکے تو مین آپ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا کہ خدا جو تغیر چاہتا ہے کرتا ہے اور اب اس نے یہ تغیر کیا ہے کہ نماز مین بات چیت نہ کرو،

(۲) حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف دو رکعت نماز پڑھ کے پلٹے، تو آپ سے ذوالیدینؓ نے کہا کہ آیا نماز کم کردی گئی یا آپ بھول گئے، آپ نے فرمایا کہ کیا ذوالیدین سچ کہتے ہین؟ لوگون نے کہا "ہان" اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوے اور بقیہ دو رکعتین پڑھین، اس کے بعد سلام کیا، پھر تکبیر کہی پھر پہلے سجدہ کے مثل یا اس سے لمبا سجدہ کیا، پھر سر اُٹھایا پھر تکبیر کہی پھر پہلے سجدہ کے مثل یا اس سے لمبا سجدہ کیا، پھر سر اُٹھایا اور حضرت ابوہریرہؓ کی دوسری روایت مین مذکور ہے کہ یہ عصر کی نماز تھی،

(۳) حضرت عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی تین رکعتون کے بعد سلام کیا پھر اُٹھے اور حجرہ مین داخل ہوگئے، اب خرباق جن کے ہاتھ چوڑے تھے اُٹھے اور پکارے کہ "یا رسول اللہ کیا نماز کم کردی گئی؟" آپ اپنی چادر گھسیٹتے ہوے غصہ مین نکلے اور لوگون سے پوچھا تو لوگون نے واقعہ کی خبر کی تو آپ نے

جو رکعت چھوڑ دی تھی اُس کو پڑھا، پھر سلام کیا، پھر دو سجدے کیئے پھر سلام کیا،

امام شافعیؒ فرماتے ہین کہ ہم ان تمام حدیثون کو لیتے ہین اور کہتے ہین کہ جس شخص کو یہ یاد ہو کہ وہ نماز مین ہے اُس پر فرض ہی کہ اس مین بات چیت نہ کرے اور اگر ایسا کیا تو اُس کی نماز ٹوٹ گئی اور اس کو نئے سرے سے دوسری نماز حضرت ابن مسعودؓ کی حدیث کی بنا پر پڑھنی چاہیئے، اور مین نے جن اہل علم سے ملاقات کی اُن مین کسی کو اس کا مخالف نہین پایا، لیکن جس شخص نے نماز مین بات چیت کی اور اس کا یہ خیال تھا کہ اُس نے نماز پوری کرلی یا یہ کہ وہ یہ بھول گیا کہ وہ نماز مین ہے، اور اس مین بات چیت کرلی، تو وہ اسی نماز پر ذوالیدینؓ کی حدیث کے رو سے قائم رہے اور سجدۂ سہو کرے کیونکہ جس شخص نے اس حالت مین بات چیت کی اُس کا خیال تھا کہ وہ نماز کے علاوہ دوسری حالت مین ہے اور نماز کے علاوہ دوسری حالت مین بات چیت کرنا مباح ہے، اور حضرت ابن مسعودؓ کی حدیث حضرت ذوالیدینؓ کی حدیث کے مخالف نہین ہے، کیونکہ حضرت ابن مسعودؓ کی حدیث بات چیت کرنیکے متعلق اجمالی ہے اور حضرت ذوالیدینؓ کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بالقصد بات چیت کرنیوالے اور اُس شخص کی بات چیت مین جو یہ بھول گیا کہ وہ حالت نماز مین ہے یا اس شخص کی بات چیت مین جو یہ خیال کرتا ہے کہ اُس نے نماز پوری کرلی جو فرق تھا اُس کو بیان کردیا،

امام شافعیؒ فرماتے ہین کہ بعض لوگون نے نماز مین کلام کرنے کے متعلق ہماری مخالفت کی ہے، اور اس مسئلہ مین ہمارے خلاف اس قدر دلائل جمع کیے ہین کہ اس کے سوا بجز مسئلہ یمین مع الشاہد اور دو مسئلون کے اور کسی مسئلہ مین اسقدر دلائل

Marfat.com

جمع نہین کیے" چنانچہ مین نے اُن کو یہ کہتے ہوے سنا کہ ذوالیدین کی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور آپ سے کوئی حدیث اُس سے اور حدیث "العجماء جبار" سے زیادہ مشہور وارد نہین ہوئی ہی، اور یہ حدیث حدیث "العجماء جبار" سے زیادہ ثابت ہے، لیکن حدیث ذوالیدین کی منسوخ ہے" مین نے ان سے کہا تو کس چیز نے اُس کو منسوخ کیا؟ بولے "ابن مسعودؓ کی حدیث نے" تو مین نے کہا کہ جب دو حدیثین مختلف ہوتی ہین تو ان مین آخری حدیث کو ناسخ مانا جاتا ہی" انھون نے کہا کہ "ہان" تو مین نے کہا کہ "کیا تم کو ابن مسعودؓ کی اس حدیث مین یہ یاد نہین ہی کہ کہ ابن مسعودؓ کہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، اور کہا کہ مین نے آپ کو صحن کعبہ مین پایا اور حضرت ابن مسعودؓ نے پہلے ملک حبش کو ہجرت کی، پھر مکہ کو لوٹے پھر مدینہ کی طرف ہجرت کی، پھر غزوۂ بدر مین شریک ہوئے؟ اُنھون نے کہا "ہان" تو مین نے کہا کہ جب حضرت ابن مسعودؓ آپ کے پاس قبل ہجرت کے آئے، پھر حضرت عمران بن حصینؓ روایت کرتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مسجد کے پیچھے ایک شہتیر کے پاس آئے، تو کیا تم کو نہین معلوم کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مسجد مین مکہ سے ہجرت کرنے کے بعد نماز پڑھی؟ اُنھون نے کہا "ہان" تو مین نے کہا کہ حضرت عمران بن حصینؓ کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ کی حدیث حضرت ذوالیدینؓ کی حدیث کی ناسخ نہین ہے، اور حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو نماز پڑھائی، تو اُنھون نے کہا کہ مین نہین جانتا کہ حضرت ابوہریرہؓ کی صحبت کا زمانہ کیا ہے؟ مین نے کہا کہ حضرت عمرانؓ کی حدیث جسکے متعلق ہمین کوئی اشکال نہین ہے ہم نے ابتدا کی ہے اور وہ کافی ہے، اور حضرت

Marfat.com

ابوہریرہؓ خیبر مین آپ کی صحبت سے مشرف ہوے ہین، اور وہ کہتے ہین کہ مین نے مدینہ مین
تین یا چار سال تک (ربیع کو شک ہے) آپ کا فیض صحبت اٹھایا، اور آپ نے مدینہ
مین اس قیام کے علاوہ جو حضرت ابن مسعودؓ کے آنے کے بعد کا مکہ مین رہا کئی سال تک
قیام کیا، اور کہا جاتا ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ بھی آپ کی صحبت مین رہے تو کیا یہ جائز ہے
کہ ابن مسعودؓ کی حدیث اپنے بعد کی حدیث کی ناسخ ہو؟ انھون نے کہا، نہین، امام شافعیؒ
کہتے ہین کہ مین نے اُن سے کہا کہ اگر ابن مسعودؓ کی حدیث ابوہریرہؓ اور عمران بن حصینؓ
کے مخالف ہو، جیسا کہ تم کہتے ہو، اور ایسی حالت مین بالقصد بات چیت کرنا کہ تم جانتے
ہو کہ تم نماز مین ہو، بعینہ ویسا ہو کہ تم نے ایسی حالت مین کلام کیا کہ تمھارا خیال ہے کہ تم نے
نماز پوری کر لی یا نماز کو بھول گئے، تو ابن مسعودؓ کی حدیث منسوخ ہو گی، اور نماز مین بات چیت
کرنا مباح ہو گا لیکن نہ وہ ناسخ ہے اور نہ منسوخ بلکہ اُس کی وجہ وہ ہے جو مین نے
بیان کی کہ یہ یاد کر کے کہ متکلم نماز مین ہے، نماز مین بات چیت کرنا جائز نہین، اور اگر
ایسی حالت مین بات چیت کی جائے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے اور جب نسیان و سہو
لاحق ہوا ہے اور ایک شخص نے جس کا خیال ہے کہ چونکہ اس نے نماز پوری ادا کر لی ہے
یا بھول گیا ہے اس لیے کلام مباح ہے، بات چیت کی تو نماز فاسد نہ ہو گی، انھون نے
کہا کہ تم روایت کرتے ہو کہ ذوالیدین رضؓ بدر مین شہید ہوے تھے، مین نے کہا جو کچھ بھی ہو، لیکن
کیا عمران بن حصینؓ کی حدیث مین یہ نہین ہے کہ رسول اللہ صلعم نے نماز مدینہ مین پڑھی
تھی؟ اور مدینہ مین ابن مسعودؓ کی مکہ والی حدیث کے بعد ہے، انھون نے کہا، ہان، مین نے
کہا کہ جیسا تم چاہتے ہو تم نے جو کچھ بیان کیا اس مین تمھارے لیے حجت نہین ہے کیونکہ
غزوۂ بدر آپ کے مدینہ مین آنے سے ۶ ماہ بعد پیدا ہوا، انھون نے کہا تو کیا ذوالیدین

Marfat.com

وہی ہین جن کی نسبت تم نے روایت کی کہ وہ بدر مین شہید ہوے ؟ مین نے کہا نہین
عمران ان کا نام خرباق بتاتے ہین اور اُن کو کوتاہ دست یا ذوالیدین کہتے ہین حالانکہ
بدر مین ذوالشمالین شہید ہوے ہین اور اگر دونون ذوالیدین بھی ہون تو ایک کا نام
دوسرے کے نام کے مطابق ہوا ہوگا جیسا کہ نامون مین ہوا کرتا ہی اب اس مذہب کے
جاننے والون مین بعض نے کہا کہ ہمارے لیے ایک دوسری دلیل ہے مین نے کہا وہ
کیا ؟ انھون نے کہا معاویہ بن حکم کا بیان ہے کہ انھون نے نماز مین بات چیت کی
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز مین انسان کی کوئی بات جائز نہین
مین نے کہا یہ دلیل تمھارے لیے مضر ہے، مفید نہین اور وہ بعینہ ابن مسعودؓ کی طرح روایت
کرتے ہین اور اسکی وجہ وہی ہے جو مین نے بیان کی انھون نے کہا کہ اگر تم کہو کہ یہ
اس کے خلاف ہے، مین نے کہا تو یہ تمھارے لیے مفید نہین اور ہم اس پر تم سے کلام
کرتے ہین اگر معاویہ کا معاملہ ذوالیدین کے معاملے سے پہلے تھا تو وہ منسوخ ہے، اور
تمھارے قول مین تم پر یہ لازم آتا ہے کہ نماز مین کلام اسی طرح صحیح ہے جیسا کہ نماز کے
علاوہ اور حالتون مین صحیح ہے، اور اگر اس کے ساتھ یا اُس کے بعد ہو جیسا کہ تم نے
بیان کیا تو اُس نے ایسی حالت مین کلام کیا کہ وہ یہ نہین جانتا تھا کہ کلام نماز مین حرام
ہے، اور اُس نے یہ بیان نہین کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کو اعادہ نماز
کا حکم دیا تو وہ ذوالیدین کی حدیث کے مثل ہے یا اس سے زیادہ کیونکہ اس نے اپنی حدیث
مین قصداً کلام کیا البتہ اس نے یہ بیان کیا کہ اس نے ایسی حالت مین کلام کیا کہ وہ
یہ نہین جانتا تھا کہ کلام نماز مین حرام نہین ہے، انھون نے کہا جیسا کہ تم نے بیان کیا
یہ بات ان کی حدیث مین ہے مین نے کہا اگر جیسا تم نے بیان کیا ویسا ہی ہے تو وہ

Marfat.com

تمھارے لیے مضر ہی ہو، اگر جیسا کہ ہم نے بیان کیا ویسا ہی ہی، تو وہ تمھارے لیے مفید نہین؟ انھون نے کہا تو تم کیا کہتے ہو؟ مین نے کہا مین یہ کہتا ہون کہ وہ ابن مسعودؓ کی حدیث کے مثل ہے اور ذوالیدینؓ کی حدیث کے مخالف نہین ہی، اُنھون نے کہا تو تم نے جب حدیث ذوالیدینؓ سے تفریع کی تو تم نے مخالفت کی؟ مین نے کہا تو ہم نے اصل مین اُن کی مخالفت کی؟ اُنھون نے کہا نہین بلکہ فرع مین، مین نے کہا تو تم نے ان کی نص مین ان کی مخالفت کی اور جو شخص نص مین مخالفت کرے وہ تمھارے نزدیک اُس شخص سے بُرا ہی جس نے ضعفِ نظر سے تفریع مین غلطی کی؟ اُنھون نے کہا ان لیکن ہر ایک معذور نہین ہی مین نے کہا لیکن تم نے اس کی اصل و فرع دونون کی مخالفت کی اور ہم نے اس کی اصل و فرع دونون مین سے ایک حرف کی بھی مخالفت نہین کی، تو اُس کے اختلاف کی ذمہ داری تم پر ہے، اور جو کچھ تم نے کہا کہ ہمنے اس کی مخالفت کی تو ہم نے ان کی مخالفت نہین کی؟ اُنھون نے کہا تو مین تم سے سوال کرتا ہون تاکہ یہ جان سکون کہ تم نے اُن کی مخالفت کی یا نہین؟ مین نے کہا سوال کرو، اُنھون نے کہا تم اُس امام کے بارے مین کیا کہتے ہو؟ جو دو رکعت پڑھ کر واپس چلا پھر اس سے بعض مقتدیون نے کہا کہ تم دو ہی رکعت پڑھ کر واپس چلے، تو اُس نے اور مقتدیون سے پوچھا اور انھون نے اس کی تصدیق کی، مین نے کہا "جس مقتدی نے اسکو اسکی خبر دی اور جن لوگون نے یہ گواہی دی کہ وہ سچ کہتا ہے اور اُن کو یہ یاد ہی کہ اُس نے اپنی نماز پوری نہین کی اُن کی نماز فاسد ہے" اُنھون نے کہا کہ "تم روایت کرتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پوری کی اور تم کہتے ہو کہ جو لوگ موجود تھے اُنھون نے بھی آپکے ساتھ نماز پوری کی، گو تم حدیث مین اس کا ذکر نہین کرتے" مین نے کہا "ہان" تو اُنھون نے

کہا کہ "تو تم نے اس کی مخالفت کی" مین نے کہا "نہین، ہمارے امام کی حالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا ہے" انھون نے کہا "نماز اور امامت مین اُن کی حالت کیونکر جدا ہے" مین نے کہا کہ خداوند تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنے فرائض کے بعد دے کر نازل کرتا تھا، اور جو چیز آپ پر فرض نہین کی تھی اس کو فرض کرتا تھا اور بعض فرائض مین تخفیف کر دیتا تھا، اُنھون نے کہا "بیشک" مین نے کہا "ہم کو، تم کو اور کسی مسلمان کو اسمین شک نہین ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف یہ سمجھ کر نماز سے واپس گئے کہ آپ نے نماز پوری کر لی" اُنھون نے کہا "بیشک" مین نے کہا کہ جب آپ نے ایسا کیا تو ذوالیدین یہ جان سکے کہ نماز خداوند تعالیٰ کے کسی نئے حکم سے کم کر دی گئی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھول گئے، اور اُن کے سوال مین خود یہ بات واضح طور پر نظر آتی ہے جب کہ انھون نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کم کر دی گئی یا آپ بھول گئے؟ انھون نے کہا "بیشک" مین نے کہا کہ "جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے دن سے پوچھا تو ذوالیدین کی شہادت کو تسلیم نہین کیا، اُنھون نے کہا "بیشک" امام شافعی کہتے ہین کہ جب آپ نے ذوالیدین کے سوا اور سے پوچھا تو یہ احتمال ہے کہ آپ نے ایسے شخص سے پوچھا ہو جس نے ان کا کلام نہ سنا ہو، اس لیے وہ بھی ذوالیدین کے مثل ہوگا اور یہ بھی احتمال ہے کہ آپ نے ایسے شخص سے پوچھا ہو جس نے اُن کے کلام کو تو سنا ہو لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ سنا ہو اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کا اعادہ کیا ہوا اور اس بنا پر جب اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کلام کا اعادہ کیا تو وہ ذوالیدین کے معنی مین ہوگا یعنی اس نے آپ کو اپنے قول سے کوئی بات نہین بتائی اور اسکو یہ معلوم نہ ہوا کہ نماز کم کر دی گئی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نسیان ہوا تو

Marfat.com

آپ نے اس کا جواب دیا جس کے معنی ذوالیدین کے معنی تھے یعنی ان لوگون پر ان کا جواب فرض تھا کیا تم کو نظر نہین آتا کہ جب اُن لوگون نے آپ کو اس کی خبر دی تو آپ نے اُن کے قول کو قبول کر لیا اور نہ آپ نے کلام کیا نہ اُن لوگون نے یہان تک کہ سب نے اپنی نماز پڑھی، لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو چکا تو خدا کے فرائض ختم ہو چکے اس لیے اس مین کسی قسم کی زیادتی اور کمی نہین ہو سکتی، انھون نے کہا "ہان" تو مین نے کہا کہ ہمارے اور آپ کے درمیان یہ فرق ہے، تو جو لوگ اُن کے پاس تھے انھون نے کہا کہ یہ ایک کھلا ہوا فرق ہے، اس کی وضاحت کی وجہ سے کوئی عالم اس کی تردید نہین کر سکتا، اُنھون نے کہا کہ تمھارے بعض شاگردون کا قول ہے کہ آدمی خود نماز کے متعلق جو کلام کرے وہ اس کی نماز کو فاسد نہین کرتا، مین نے کہا کہ ہمارے خلاف اس قول سے استدلال ہو سکتا ہے جو ہم کہین نہ کہ ہمارا غیر کہے، انھون نے کہا کہ مین نے تمھارے متعدد تلامذہ سے گفتگو کی تو انھون نے اس سے استدلال نہین کیا، اور اُنھون نے کہا کہ عمل اُسی پر ہے، مین نے کہا کہ مین نے تو تم کو بتا دیا کہ عمل کے کوئی معنی نہین، اور ہمارے خبر کے قول سے تم ہمارے خلاف استدلال نہین کر سکتے، انھون نے کہا بیشک، تو مین نے کہا تو جس چیز مین تمھارے لیے حجت نہین اُس کو چھوڑ دو اور مین نے اُن سے کہا کہ تم نے ذوالیدین کی حدیث کی مخالفت مین غلطی کی حالانکہ وہ ثابت ہے اور تم نے اپنے اوپر ظلم کیا کہ تم نے یہ خیال قائم کیا کہ ہم اور وہ لوگ جو اس کے قائل ہین نماز مین کلام، جماع اور گانا حلال سمجھتے ہین، حالانکہ نہ ہم نے نہ ان لوگون نے اسکو ہرگز حلال نہین کیا، حالانکہ خود تمھارا خیال ہے کہ نماز پڑھنے والا اگر نماز پوری کرنے سے پہلے سلام پھیر دے اور اُسکو یہ یاد ہے کہ اس نے نماز پوری نہین کی تو اس کی نماز فاسد ہو جائیگی،

Marfat.com

کیونکہ تمھارے خیال مین بے محل سلام کلام ہے اور اگر اُس نے یہ خیال کرکے سلام پھیر دیا کہ اس نے نماز پوری کرلی تو وہ اسی نماز کو پڑھ لے تو اگر تمھارے خلاف اُس کے سوا اور کوئی دلیل بھی نہو تو یہی کافی ہے اور ہم خدا کا شکر کرتے ہین کہ تم حدیث کی مخالفت کو عیب نہ سمجھتے ہو اور خود بہ کثرت اس کی مخالفت کرتے ہو،

پوری کتاب اسی طرز پر اُس دور کے طریقۂ تشریح و نقد کی واضح صورت قلب کے سامنے پیش کردیتی ہے اور اُس تاریخ مین جو کتابین لکھی گئین ان مین ہم کو کوئی ایسی کتاب نہین ملتی جو اس کتاب سے زیادہ ہم کو کثرتِ مطالعہ کی طرف مائل کرے اور اُس سے زیادہ ہمارے اسلاف کے ساتھ ہم کو فرخندگی پر آمادہ کرے،

اس کتاب کے ساتھ اور چند کتابین ملحق ہین اُن مین سے ایک کتاب اُن مسائل کے متعلق ہے جن مین امام ابوحنیفہ اور ابن ابی لیلیٰ نے اختلاف کیا ہے اور اُس کی اصل امام ابو یوسف کی ہے اور ہم اس کا ذکر کرچکے ہین،

ایک کتاب خلاف علی اور ابن مسعود ہے اور اس کتاب مین امام شافعیؒ نے ان مسائل کو جمع کیا ہے جن مین امام ابوحنیفہ اور اُن کے تلامذہ نے اہل عراق کے دو صحابی امام یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اختلاف کیا ہے، امام مین اس کا نام "اختلاف علی و ابن مسعودؓ" ہے اور ابن ندیم نے اسکو فہرست مین "ما خالف فیہ العراقیون علیا و عبداللہ" کے عنوان سے درج کیا ہے اور یہی صحیح ہے،

ایک کتاب اختلاف مالک و الشافعی ہے اور اس کا تعلق عمل بالسنۃ سے ہے اور اس مین اصحاب مالک سے اس بارے مین مناظرہ ہے کہ اُنھون نے تائید حدیث کیلئے ائمہ کے عمل کی شرط لگائی ہے جو امام شافعیؒ کے اس خیال کی تائید ہے کہ جب ثقہ نے

Marfat.com

ثقہ سے روایت کی یہان تک کہ اس کا سلسلہ رسول اللہ صلعم تک پہونچ گیا تو وہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی حدیث کو کبھی نہین چھوڑ سکتے، البتہ اس حدیث کو چھوڑ سکتے ہین جس کے خلاف خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث مروی ہو، لیکن جب خود آپ کی حدیث کے مخالف آپ سے کوئی حدیث مروی نہ ہو، اور آپ کے علاوہ کسی اور سے کوئی ایسی حدیث مروی ہو جو اس کے موافق ہو تو اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی قوت مین اضافہ نہین ہوتا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بذات خود مستغنی ہے، اور اگر یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے مخالف ہو، تو ہم اس کی طرف توجہ نہین کرتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی حدیث لینے کی مستحق ہے، اور اگر یہ معلوم ہو جائے کہ جس شخص سے سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف روایت کی گئی ہے وہ آپ ہی کی سنت ہے تو مین انشاء اللہ اس کا اتباع کرون گا، اُس کے بعد اس اصل کی مخالفت پر انھون نے امام مالک پر جو اعتراض کیا ہو اس کی تفصیل کی ہے اور اُن سے اس بارے مین مناظرہ کیا ہے،

ایک کتاب جماع العلم ہے، اور اس مین حدیث اور عمل بالحدیث کی حمایت کی ہو،

ایک کتاب ابطال الاستحسان ہے اور اس مین فقہاے عراق کے قول بالاستحسان کی تردید کی ہے،

ایک کتاب کتاب الرد علی محمد بن الحسن ہے اور اس کی اصل وہ کتاب ہے جس مین امام محمد نے اہل مدینہ کی تردید کی ہے اور امام شافعی نے اس کے جوابات دیئے ہین، اور وہ اعتراضات بھی ہین جو امام شافعی نے ان مناظرات مین جو

Marfat.com

امام محمد اور اُن کے درمیان ہوئے ہین کیے ہین لیکن اس کتاب مین ان کی یہ غلطی ہے کہ وہ ہمیشہ کہتے ہین کہ اہل مدینہ نے کہا" حالانکہ وہ تمام اہل مدینہ کا قول نہین ہوتا بلکہ امام مالک کا قول ہوتا ہے اور بہت سے اہل مدینہ اس مین ان کی مخالفت کرتے ہین،

ایک کتاب سیر الاوزاعی ہے، اس کی اصل وہ کتاب ہے جسمین امام ابی یوسف نے امام اوزاعی کی تردید کی ہے اور امام شافعی نے امام اوزاعی کی طرف سے اس کا جواب دیا ہے علاوہ ہم اس کتاب کا ذکر کر چکے ہین،

امام شافعی کی کتابون مین سب سے بڑی کتاب اُن کی وہ کتاب ہے جس کا نام اختلاف الحدیث ہے، امام شافعیؒ نے اسکو احادیث کی تائید مین بالعموم اور خبر واحد کی تائید مین بالخصوص لکھا ہے اور اس مین اختلافِ حدیث پر بحث کی ہے، جنلوگون نے حدیث کو عموماً رد کر دیا ہے، یا عمل بالحدیث کے لیے راوی کے ثقہ ہونے کے علاوہ اور شرطین لگائی ہین اُن کا مرکز یہی کتاب ہے اُنھون نے پہلے اس اختلاف پر بحث کی ہے جس کا سبب ہے مروی فعل کا مباح ہونا ہے، مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مروی ہے کہ آپنے ایک ایک بار وضو کیا، اور آپ سے یہ بھی مروی ہے کہ دو بار وضو کیا اور آپ سے یہ بھی مروی ہے کہ تین تین بار وضو کیا اور احادیث مین اس قسم کی حدیثین بہ کثرت مروی ہین، پھر ان احادیث کا جو ایک دوسرے کی ناسخ اور مفسر ہین تذکرہ کیا ہے، اس کے علاوہ اور بھی بہت سی باتین ہین جو سنت کے معاملہ مین فقہا کے لیے مفید ہین یہ کتاب اُن بیش بہا مناظرات پر بھی مشتمل ہے جو اُنھون نے اپنے مخالفین بالخصوص امام محمدؒ کے ساتھ کیے ہین،

فقہ مین حرملہ بن یحییٰ کی بھی ایک کتاب ہے جسکو اُنھون نے امام شافعیؒ سے املا کیا ہے،

Marfat.com

بویطی نے بھی کتاب المختصر الکبیر کتاب المختصر الصغیر اور کتاب الفرائض لکھی ہے،

دو مختصر مزنی نے بھی لکھے ہین ایک مختصر کبیر جو متروک ہے، اور ایک مختصر صغیر جس پر اصحاب شافعی اعتماد کرتے ہین، یہ لوگ اسی کو پڑھتے پڑھاتے تھے اور اس کی شرح کرتے تھے، اور وہ مختلف روایتون سے مروی ہے،

اُن کی تصنیفات مین دو جامع یعنی جامع کبیر اور جامع صغیر اور دوسری کتابین بھی ہین،

امام شافعیؒ کے تلامذہ کے اتباع مین جن لوگون نے کتابین لکھین، انمین ایک ابو اسحٰق ابراہیم بن احمد المروزی شاگرد مزنی ہین جنھون نے مختصر مزنی کی دو شرحین کین اور کتاب الفصول فی معرفۃ الاصول، کتاب الشروط والوثائق، کتاب الوصایا وحساب المدور اور کتاب الخصوص والعموم بھی اُن کی تصنیفات مین ہین،

ابن سُریج نے بھی امام محمدؒ اور عیسیٰ بن ابان کے رد مین کتابین لکھی ہین اور کتاب التقریب بین المزنی والشافعی اور فقہ مین مختصر بھی اُن کی تصنیفات مین ہین،

ابوبکر محمد بن عبداللہ الصیرفی المتوفی سنہ ۳۳۰ھ کی تصنیفات مین کتاب البیان فی دلائل الاعلام علی اصول الاحکام شرح رسالہ شافعی اور کتاب الفرائض ہین،

اس دور مین جن شافعیون نے کتابین لکھین وہ بہت ہین، لیکن ان کی کتابون سے ہم واقف نہ ہوسکے، دوسرے مذاہب کے متعلق جو کتابین لکھی گئین چونکہ ہم نے اُن کو نہین دیکھا ہے، اس لیے ہم نے اُن کے ائمہ و رجال کے تذکرون کے ساتھ اُن کا بھی تذکرہ کردیا ہے،

پانچوان دور

چوتھی صدی کی ابتدا سے زوالِ سلطنت عباسیہ تک

یہ خاص خاص مذاہب کی پابندی، اون کی تائید اور مناظرہ و جدل کی اشاعت کا دور ہے

سیاسی حالت

اس دور مین ممالک اسلامیہ کے سیاسی تعلقات بالکل منقطع ہوگئے، چنانچہ جب تم مغرب سے شروع کروگے تو تم کو اندلس مین بنو امیہ ملین گے جنکا سردار عبدالرحمان ناصر ہوگا جس نے سلطنت عباسیہ کے ضعف کو محسوس کرکے امیر المومنین کا لقب اختیار کیا اور شمال افریقہ مین تم کو اسمٰعیلی شیعہ ملین گے جنھون نے عبید اللہ المہدی الفاطمی کے نام سے ایک سلطنت قائم کی جس نے امیر المومنین کا لقب حاصل کیا اور اپنا دار السلطنت شہر مہدیہ کو جس کی بنیاد اس نے تونس کے قریب ڈالی بنایا، اور تم کو مصر مین محمد الاخشید ملے گا جو بنو عباس کے لیے دعوت دیتا تھا، اسی طرح تم کو موصل اور حلب مین بنو حمدان بنو عباس کے لیے دعوت دیتے ہوئے ملین گے، اور یمن مین تم کو شیعہ زیدیہ ملین گے جنکے پانون وہان مضبوطی کے ساتھ جم گئے تھے اور بغداد مین تم کو دیلم کی سلطنت ملیگی جو سلطنت بنو بویہ کے نام سے مشہور ہے، اور جس نے عملاً تمام اختیارات خود حاصل کرلیے تھے، اور بنو عباس کا صرف نام ہی نام باقی رہ گیا تھا، اور مشرق مین تم کو سلطنت

Marfat.com

سامانیہ ملے کی جو ایک عظیم الشان سلطنت تھی اور ماوراء النہر مین بخارا مین اسکا دار السلطنت تھا، اس طرح عالم اسلامی کے تمام جوڑ بند ایک دوسرے سے جدا ہو گئے تھے، اس کا کوئی سیاسی شیرازہ قائم نہ تھا، اور ان مشغلین مین سے ہر فریق ایک دوسرے سے عداوت رکھتا تھا اور اس کی گھات مین لگا رہتا تھا، اور سب سے زیادہ یہ داؤ پیچ بنو عباس کے درمیان جو بغداد مین مغلوب ہو گئے تھے، اور فاطمیون کے درمیان جنکا مرکز مصر و شام کے قبضہ سے قوی ہو گیا تھا کئے جاتے تھے، چنانچہ یہ لوگ نہایت مستعدی کے ساتھ اپنی دعوت کی اشاعت کے لیے ممالک اسلامیہ مین اپنے دعاۃ بھیجتے تھے، اور بنو عباس فاطمیین کے نسب پر عیب لگاتے اور نجرہ فاطمہ الزہرا سے ان کو الگ کرنے کے لیے مجالس منعقد کرتے تھے، اور اس پر محضر نامے لکھواتے تھے جس پر اشراف و علما، طوعاً و کرہاً دستخط ثبت کرتے تھے، بنو بویہ جو صاحب اقتدار تھے اگرچہ بذات خود شیعہ تھے لیکن انھون نے بنو عباس کو قائم رکھا تھا تاکہ خود ان کا اثر و اقتدار محفوظ رہے، کیونکہ اگر وہ لوگ خلافت کو علویین کی طرف منتقل کر دیتے تو ان کا اقتدار زائل ہو جاتا کیونکہ وہ عقیدۃً علویین کی اطاعت پر مجبور ہو جاتے، اور سیاست کا حکم عقیدہ کے حکم پر اسی طرح غالب آجاتا ہے، اس کے تھوڑی ہی دنون کے بعد آل سلجوق نے مشرق کی طرف سے حرکت کی اور یہ حرکت اس بات کا اعلان تھی کہ اب حکومت ترکی عنصر کی طرف منتقل ہو رہی ہے چنانچہ سلجوقیون کے سامنے جسقدر متغلبین آئے انھون نے ان کو پامال کر دیا، تمام مشرق پر اقتدار حاصل کر لیا، اور بغداد سے سلطنت بنو بویہ کو مٹا کر خود ان کے قائم مقام بن گئے، لیکن انھون نے بھی آل عباس کو قائم رکھا کیونکہ ان کو تشیع سے کوئی تعلق نہ تھا اس کے بعد بغداد کے مغرب مین ان کے اقتدار نے وسعت حاصل کی اور وہ جزیرہ اور وسط ایشیا پر قابض ہو گئے، اس کے بعد انھون نے شام کے بادشاہ فاطمیین سے جنگ کی اور مصر اور ان کی

Marfat.com

پشت پر جو بلادِ مغرب تھے ان کے سوا تمام ممالک اسلامیہ مین ان کا بول بالا ہوگیا، لیکن جب خود ان مین اختلاف پیدا ہوا تو انھون نے باہم ایک دوسرے سے جنگ کی اور یہی ضعف اور مصریون کے ساتھ ملک شام مین نزاع صلیبی ہوا کی جنگ کا سبب ہوا اور انھون نے پانچوین صدی کے اواخر مین اٹھ کر بیت المقدس پر قبضہ کر لیا، اور جیسا کہ ان لڑائیون کی تاریخ مین مشہور ہے، صرف اسی حد تک نہین رُکے رہے، غرض سلجوقیون کا شیرازہ بکھر گیا اور ان کے بعد دوسری ترکی سلطنت قائم ہوئی جو سلطنت اتابکیہ کے نام سے مشہور ہے، یہ خاندان سلاجقہ کی طرف منسوب ہے، کیونکہ ان کے رؤسا سلجوقیون کے سپہ سالار اور ان کے لڑکون کے مربی ہوتے تھے، یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ اتابک کے نام سے مشہور تھے، سلطنت اتابکیہ مشرق و مغرب مین پھیل گئی، اور ان کی نسل مین ایک شخص یعنی محمود نورالدین کے ہاتھون سلطنت فاطمیہ مصریہ کا خاتمہ ہوا اور مصر مین دوبارہ دعوت عباسیہ نے رجعت کی اور اس کے بعد صلاح الدین یوسف بن ایوب کی سلطنت کی ابتدا ہوئی جو محمود نورالدین کا ایک سپہ سالار تھا

لیکن اقصائے مشرق مین چھٹی صدی کے اواخر مین خوارزم شاہ کی سلطنت قائم ہوئی اور اس قدر عظمت حاصل کی کہ بغداد کے قریب تک پہنچ گئی،

یہ عظیم الشان دیوار ٹوٹی تو مغلون نے سیلاب بے پناہ کی طرح حرکت کی جنکا سپہ سالار اتحادِ تاتار کا بانی چنگیز خان تھا، اور ان لوگون نے ساتوین صدی کی ابتدا مین ان تمام لوگون کو جو ان کا مقابلہ کرتے تھے یا ان کے سدراہ ہوتے تھے اپنے سامنے سے ڈھکیل دیا چنگیز خان چونکہ نہایت وسیع امیدین رکھتا تھا، اور اس کو محسوس ہوتا تھا کہ تمام دنیا لازمی طور پر اس کی اولاد و احفاد کی مطیع ہو جائے گی اس لیے اس نے اپنی چار دن اولاد کے درمیان دنیا کو چار حصون مین تقسیم کر دیا، چنانچہ اس نے دریا تک مغربی حصہ اپنے لڑکے

شجطائے کو اور چین تک مشرقی حصہ اپنے بیٹے تولی کو اور شمال کو اپنے بیٹے جوجی کو دیا، اور اپنی اصلی سلطنت اپنے بیٹے اوجطائے کو دی،

اس طریقہ پر اس نے اپنے لڑکون کے لیے یہ اندازہ کیا کہ وہ اقصائے مشرق مین سواحل چین سے اقصائے مغرب مین سواحلِ بحر روم تک دنیا کے مالک ہو جائین گے،

اس پر بہت زمانہ نہین گذرا کہ چنگیز خان کا پوتا ہلاکو خان عالم اسلامی کے دار السلطنت بغداد مین اس کی فوج کا سپہ سالار ہوا، اور آلِ عباس کے آخری خلیفہ کو جسکا نام اکثر اسلامی مبصرین پر لیا جاتا تھا قتل کیا اور بہت سی تباہی و بربادی کے بعد بغداد ایک ایسی حکومت کا دار السلطنت ہو گیا جسکا کوئی آسمانی مذہب نہ تھا، اور اس کے چند وضعی قوانین تھے جنکو ان کے دادا چنگیز خان نے بنایا تھا اور وہ ان کے یہان کاسہ کے نام سے مشہور تھے، یہ تاریخ اسلام کی قدیم اور درمیانی تاریخ کے درمیان حد فاصل خیال کیجاتی ہے، اور اس زمانہ مین مصر سے سلطنت ایوبیہ کا خاتمہ ہو چکا تھا اور ان کی جگہ ان کے ترکی نسل کے غلامون نے لے لی تھی، جنکی کثرت صالح نجم الدین ایوب نے کر دی تھی، چنانچہ ان کے چوتھے شخص ملک ظاہر بیبرس البندقداری نے عباسیون کی اولاد مین سے ایک شخص کے ہاتھ پر جو اوس کے زمانے مین مصر آیا تھا بیعت کی، اور اس کو اسلامی خلیفہ تسلیم کیا، اور اس خلیفہ نے اس کو مصر اور ملحقاتِ مصر کا بادشاہ بنا دیا، اسی دن سے قاہرہ بغداد کا قائم مقام ہو گیا، جسمین برائے نام ایک عباسی خلیفہ اور ایک بادشاہ رہنے لگا جو اصلی حکومت کرتا تھا، اور عہد نبویہ اور آلِ سلجوق مین یہی حالت بغداد کی تھی،

اس دور مین سیاست اسلامیہ کا جو حال تھا یہ اس کا مختصر سا خاکہ ہے، لیکن علمی حالت نے ان انقلابات مین ان سیاسی حالات کی پیروی نہین کی، بلکہ برابر ترقی کرتی رہی، بالخصوص سلجوقیون کے عہد مین مشرق مین اور سلطنت فاطمیہ کے عہد مین مصر مین بڑے

Marfat.com

بڑے علمار اور صاحبِ فکر پیدا ہوئے، اور فقہ اسلامی کے متعلق ان جو کارنامے ہین ہم ان کے آئندہ امتیازات کے سلسلے مین بیان کرین گے، البتہ اس کا اعتراف کرنا چاہیے کہ فقہ مین استقلال کی جو روح تھی وہ اس سیاسی ضعف کی تقلید مین ضعیف ہو گئی، یعنی وہ بلند روح جو امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ، داؤد بن علی اور محمد بن جریر طبری اور ان کے ہمسرون مین کام کر رہی تھی اس کا صرف ضعیف سا اثر باقی رہ گیا، اس روح کی جگہ جس نے امام ابوحنیفہ کو ان کے اسلاف کے متعلق یہ کہنا سکھایا تھا کہ "وہ بھی آدمی ہین اور ہم بھی آدمی ہین" اور امام مالک کو یہ کہنا سکھایا تھا کہ رسول اللہ صلعم کے سوا کوئی شخص ایسا نہین جسکا قول رد و قبول کے قابل نہ ہو، اور ان دونون اماموں کے سوا اوروں کو بھی اس قسم کے قول سکھائے تھے ایک ایسی روح نے لے لی جسکو ہم روحِ تقلید کہتے ہین،

(۱) روحِ تقلید،

تقلید سے ہماری مراد یہ ہے کہ ایک معین امام سے احکام سیکھے جائین، اور اس کے اقوال کا اس طرح اعتبار کیا جائے گویا وہ شارع کے نصوص ہین، جنکی پیروی مقلد پر لازم ہے،

اس مین کوئی شبہہ نہین کہ تمام گذشتہ دور دن مین مجتہد اور مقلد موجود تھے، مجتہد وہ فقہا تھے جو کتاب اور سنت کو پڑھتے تھے، اور ان کو ظواہر نصوص یا معقول نصوص سے استنباطِ احکام کی قدرت حاصل تھی اور مقلد عام لوگ تھے جنھون نے کتاب و سنت کو اس طور پر نہین پڑھا تھا جو ان کو استنباط کا اہل بنا سکے، اس لیے جب ان لوگون کے سامنے کوئی مسئلہ پیش آتا تھا تو اپنے شہر کے فقہا مین سے کسی فقیہ کی طرف رجوع

Marfat.com

متعلق رجوع کرتے تھے اور وہ ان کو فتوی دیتا تھا، لیکن اس دور مین عام طور پر روح تقلید سرایت کر گئی اور علماء و عوام سب اس مین شریک ہو گئے، چنانچہ پہلے یہ حالت تھی کہ فقہ کا طالب پہلے قرآن مجید کے درس اور حدیث کی روایت مین مشغول ہوتا تھا جو کہ استنباط کی بنیاد تھے، لیکن اب وہ ایک معین امام کی کتابین پڑھتا تھا، اور اس طریقہ کا مطالعہ کرتا تھا جس کے ذریعہ سے اس نے اپنے مدونہ احکام مستنبط کئے تھے، اور جب وہ اس کام کو پورا کر لیتا تھا تو علمائے فقہا سے ہو جاتا تھا، ان مین بعض بلند ہمت لوگ اپنے امام کے احکام کے متعلق کتابین بھی تالیف کرتے تھے، جو یا تو کسی گذشتہ کتاب کا اختصار یا اس کی شرح یا ان مسائل کا مجموعہ ہوتی تھی، جو مختلف کتابون مین منتشر طور پر پائے جاتے تھے، لیکن ان مین سے خود کوئی شخص اپنے لیے یہ جائز نہین رکھتا تھا کہ کسی مسئلہ مین ایسی بات کہے جو اس قول کے مخالف ہو جس کا فتوی اس کے امام نے دیا ہے، گویا حق صرف اس کے امام کے دل و زبان پر اترا تھا، یہان تک کہ اس دور مین فقہائے حنفیہ کے پیشوا اور مسلم امام ابو الحسن عبید اللہ الکرخی نے یہ کہدیا کہ ہر آیت جو اس طریقہ کے مخالف ہو جس پر ہمارے اصحاب ہین وہ یا تو ماؤل ہے یا منسوخ ہے اور اسی طرح جو حدیث اس قسم کی ہو وہ ماؤل یا منسوخ ہے، اور اس طور پر ان لوگون نے اپنے سامنے اجتہاد کے دروازے بند کر لیے، اس مین کوئی شبہ نہین کہ اس دور کے فقہا مین بڑے بڑے ائمہ موجود تھے، اور تمہارے سامنے ان مین سے بعض کا ذکر آئے گا اور ہم یہ بلا تامل خیال کر سکتے کہ اصول تشریع کے علم اور طرق استنباط مین وہ اپنے سلاف سے کم تھے، لیکن ان مین وہ آزادی نہ تھی جن سے ان کے اسلاف بہرہ اندوز ہوتے تھے، چنانچہ امام شافعی کو استنباط مین یہ آزادی حاصل تھی کہ اگر آج ایک رائے ظاہر کرتے

Marfat.com

تھے اور کل جب کوئی دلیل ایسی پیدا ہو جاتی تھی جو اس مین تغیر چاہتی تھی تو کوئی چیز ان کو تغیر سے مانع نہین ہوتی تھی، اور ائمہ اور اسی طرح ان کے اسلاف صحابہ و تابعین کا بھی یہی حال تھا، مثلاً ایک سال حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ فیصلہ کرتے تھے کہ اخیافی بھائی اور ماں اور شوہر کی موجودگی مین حقیقی بھائی وراثت سے محروم ہین، اور آئندہ سال تمام بھائیون کو ثلث مال مین شریک کر دیتے تھے، اور کہتے تھے کہ وہ اس فیصلے کے مطابق تھا جو ہم نے کیا تھا اور یہ اس فیصلہ کے مطابق ہے جو ہم کرتے ہین، لیکن اس دور کے علما مین سے ہر ایک نے ایک معین مذہب کا التزام کر لیا جس سے وہ آگے نہین بڑھ سکتا تھا اور اجمالاً و تفصیلاً وہ اپنی پوری طاقت اس مذہب کی تائید مین صرف کرتا تھا حالانکہ یہ لوگ اجتہاد مین کسی امام کو معصوم نہین سمجھتے تھے اور خود ائمہ اپنی نسبت غلطی کے جواز کا اعتراف کرتے تھے، اور یہ جائز سمجھتے تھے کہ کوئی حدیث ایسی موجود ہو جس سے ان کو واقفیت حاصل نہ ہوئی ہو، چنانچہ ان مین متعدد ائمہ سے یہ جملہ منقول ہے کہ جب کوئی صحیح حدیث موجود ہو تو وہی میرا مذہب ہے، اور میرے قول کو دیوار پر ٹک مارو، لیکن ربانیہ کرخی کہتے ہین کہ جو حدیث ہمارے اصحاب کے طریقہ کے مخالف ہو وہ یا تو ماول ہے یا منسوخ، ابو محمد عبداللہ بن یوسف الجوینی والد امام الحرمین کا جو حال ابن سبکی نے لکھا ہے، مین نے اس مین دیکھا ہے کہ انھون نے محیط نامی ایک کتاب لکھنا شروع کی جس مین انھون نے یہ عزم کر لیا کہ کسی مذہب کی پابندی نہ کرینگے اور احادیث کے جائے ورود سے آگے نہ بڑھینگے اور مذاہب مین سے کسی کی حمایت و جانبداری نہ کرینگے، چنانچہ حافظ ابو بکر بیہقی کو اس کے تین جزو مل گئے، اور انھون نے ان پر چند اوہام حدیثیہ کا اعتراض کیا، اور ان سے بیان کیا کہ حدیث پر عمل کرنے والے امام شافعی ہین اور جن

حدیثون کو شیخ ابو محمد نے پیش کیا ہے، ان کو انھون نے اس لیے چھوڑ دیا ہے کہ ان
مین ایسے علل موجود تھے جنکو وہی شخص جان سکتا ہے جو محدثین کے فن سے اچھی طرح
واقف ہو، چنانچہ جب یہ رسالہ شیخ ابو محمد کو ملا تو انھون نے کہا کہ یہ علم کی برکت ہے
اور بیہقی کے لیے دعا کی اور تصنیف کے پورا کرنے سے ہاتھ روک لیا، اس کے بعد
ابن سبکی نے بیہقی کا پورا رسالہ نقل کر دیا ہے، لیکن اگر امام شافعی اس قسم کے اعتراض
کی طرف متوجہ ہوتے تو خود اجتہاد نہ کرتے، کیونکہ وہ تصحیح حدیث مین ان رجال حدیث
پر اعتماد کرتے تھے جو صرف فن حدیث کے ہو گئے تھے، اور صحیح اور سقیم حدیث کے درمیان
تمیز کرتے تھے، اور بیہقی نے جو کچھ بیان کیا وہ جوینی کی ترک تصنیف کے سبب بننے
کی صلاحیت نہین رکھتا، بشرطیکہ ان کو استنباط کی قدرت حاصل ہو اور ان کے نفس
کو استقلال پر اطمینان حاصل ہو، اس تقلیدی روح کے سرایت کرنے کے لیے اسباب
کی ضرورت ہے، اور ہم کو جہان تک معلوم ہو سکا ہے ہم ان کی تفصیل کرتے ہین،

(پہلا سبب) برگزیدہ شاگرد ہین جمہور کے قالب مین کسی عالم کی روح کے سرایت
کرنے کا اس سے زیادہ کوئی مؤثر سبب نہین ہو سکتا کہ اس کے ممتاز شاگرد ہون جو اس
عالم کے طریقہ سے متاثر ہون اور عوام کے نزدیک ان کی قدر و منزلت ہو، کیونکہ امام کے طریقہ
سے متاثر ہونے کی بنا پر وہ اس کے ساتھ اپنی شیفتگی ظاہر کرتے ہین، اور اسکی تدوین اور حمایت
کرتے ہین اور جمہور کے نزدیک ان کو جو قدر و منزلت حاصل ہے وہ ان کو ان سے علم حاصل
کرنے اور ان کے فتوی پر عمل کرنے پر آمادہ کرتی ہے، کیونکہ وہ اس پر مجبور ہین کہ ان کیلئے
ایسے ائمہ موجود ہون جنپر وہ اعتماد کرین اور اپنی شریعت کے احکام ان سے سیکھین اور یہ
ائمہ مشہور جن کے مذاہب قائم ہین، ان کو ایسے تلامذہ میسر آئے، جو نہایت بلند رتبہ فرائج الجثت

Marfat.com

اور اپنی قوم اور اپنے بادشاہون کے نزدیک نہایت بلند پایہ تھے، چنانچہ انھون نے اپنے امام سے جو احکام سیکھے تھے ان کو مدون کیا اور ان سے ان کو ان کے بہت سے تلامذہ نے حاصل کیا، اور ان لوگون کے درمیان جنھون نے اپنے مفتیون پر اعتماد کر کے احکام کی پیروی کی تھی ان کی اشاعت کی، ان ائمہ کے شاگردون پر بادشاہون کو جو اعتماد حاصل تھا اسکی بنا پر وہ قاضی اسی شخص کو بناتے تھے جسکا یہ لوگ مشورہ دیتے تھے اور یہ مشورہ صرف اسی شخص کے متعلق دیتے تھے جنپر وہ اعتماد کرتے تھے اور تم سب سے زیادہ اسی شخص پر اعتماد کر سکتے ہو جو تم سے متاثر ہو اور اس کی رائے تمہاری رائے کے موافق ہو اس لیے جن مذاہب کو اس قسم کے شاگرد نصیب ہوئے وہ اس کی بنیاد کے مضبوط کرنے کا ایک بڑا سبب ہو گئے، اور جب عوام کے دلون مین ان ائمہ کا اعتماد راسخ ہو گیا تو اس کے بعد یہ مشکل تھا کہ کسی نئے مذہب کا داعی کھڑا ہو اور لوگون کو اس کے اتباع کی دعوت دے، کیونکہ اس کی وجہ سے لوگ اس کو خارج از جماعت سمجھتے تھے، اور جب حسد کا جذبہ پیدا ہو جاتا تھا تو اس کے حریف اس کے ساتھ جو چال چلتے تھے وہ ناقابل فہم نہیں ہے اور یہ ایک افسوس ناک بات ہے کہ یہ ایک ایسا سبب ہے جس کی آگ کسی زمانے مین بھی نہین بجھی، یہان تک کہ ہم کو کوئی ایسا فقیہ جو اجتہاد کا درجہ حاصل کر چکا ہو نظر نہین آتا جو اس لباس مین ظاہر نہ ہو بلکہ انتہائی درجہ پر وہ صرف ایک مذہب کا مجتہد ہو جس کے معنی یہ ہین کہ اس کے پاس جو مسائل آئین اور ان کے متعلق اس کے امام کی نص موجود نہ ہو تو وہ ان کے متعلق فتوی دیدے یا کسی مسئلہ کے متعلق اپنے امام کی دو رایون مین سے کسی ایک رائے کو ترجیح دیدے اور اس قسم کے ائمہ اس دور مین بکثرت موجود تھے

(دوسرا سبب) قضارت ہے، گذشتہ لوگون مین سے خلفاء ان لوگون کو قاضی

منتخب کرتے تھے جنمین ان کو یہ نظر آتا تھا کہ کتاب وسنت کا علم اور ان دونون سے استنباط احکام کی قدرت رکھتے ہین، اور اُن سے یہ معاہدہ لینے کے بعد کہ جس چیز کے متعلق نص موجود ہو اس مین صرف نصوص پر عمل کرین یا اُس رائے سے کام لین جو اقرب الی النصوص ہو، ان کی رائے پر بھی فیصلہ کو سپرد کر دیتے تھے، جیسا کہ حضرت عمرؓ نے اپنے قاضی ابو موسیٰ اشعریؓ کو لکھا تھا کہ

قضاء ایک فریضہ محکمہ یا سنت متبعہ ہے، پس جو چیز کتاب وسنت مین موجود نہین ہے جب اس کے متعلق تمارے دل مین خلجان پیدا ہو تو سمجھ سے کام لو، اور اشباہ و امثال کو پہچانو اور اس وقت قیاس سے کام لو، اور ان مین اس چیز کا قصد کرو جو اقرب الی اللہ اور اشبہ بالحق ہو:

اور جب کسی واقعہ مین قاضیون کو صحیح بات نہین معلوم ہوتی تھی تو اُن کے ساتھ ان کے شہر مین جو مفتی موجود ہوتے تھے اُن سے مشورہ لیتے تھے، اور بسا اوقات اپنے خلفاء سے خط وکتابت کرتے تھے، اور بعض مسائل مین ان کی رائے پر عمل کرتے تھے، اور ان قاضیون پر عوام کو بڑا اعتماد تھا، لیکن امتدادِ زمانہ سے اجتماعی حالات بدل گئے، اور ان مین ایسے قاضی پیدا ہو گئے جو اس اعتماد کو قائم نہ رکھ سکے، یا اُن کے شہر مین ایسے علماء پیدا ہو گئے جنھون نے فتوے پوچھنے والون پر اُن کے قاضی کی غلطی ظاہر کر کے اس اعتماد کو ضعیف کر دیا جیسا کہ ابن ابی لیلیٰ قاضیِ کوفہ کو اُن کے شہر کے فقہاء کی طرف سے اس قسم کا واقعہ پیش آیا، اور جب قاضی کے ساتھ عوام کے اعتماد مین کمی آگئی تو قاضیون کے دل مین یہ میلان پیدا ہوا کہ وہ احکام معروفہ کے ساتھ اپنے فیصلہ کو مقید کر دین، کہ ان کے لیے شذوذ آسان نہ ہو، تاکہ وہ ایک بار ایک مفتی کی رائے کے ساتھ جو اوسکی غرض کے موافق ہو فیصلہ کرے اور دوسری بار

ایسے مفتی کی رائے کے ساتھ فیصلہ کرے جو اس کا مخالف ہو، اس کے ساتھ ہی مجتہدین کے پیرووں نے وہ احکام مدون کئے جو انھوں نے اپنے امام سے سیکھے تھے، اور ان شاگردوں کی مستعدی نے جس قدر پھیلانا چاہا وہ تمام اسلامی شہروں میں پھیل گئے، اس لیے لوگوں کے درمیان میں یہ میلان پیدا ہوا، کہ ان کا قاضی ایک مشہور مذہب کا آدمی ہو، اپنے فیصلہ میں اس کی پیروی کرے، اس سے تجاوز نہ کرے، اور وہ مذہب ایسا ہو جسکی تدوین کیگئی ہو، اور وہ مشہور ہو، اس طریقے سے ان مذاہب کا خاتمہ ہو گیا من کے پیروؤں نے ان کی تدوین و تہذیب میں سرگرمی نہیں ظاہر کی تاکہ ان کا اخذ کرنا آسان ہو، اور جب کسی مذہب کی تقلید کسی بادشاہ یا سلطان نے کی، اور اس مذہب کے پیروؤں کے لیے عہدۂ قضارت کو محدود کر دیا، تو یہ اس مذہب کی اشاعت اور ان علماء کے اضافہ کا ایک عظیم الشان سبب بنگیا جو اس مذہب کے قیام و اشاعت کا سبب تھے، جیسا کہ بلادِ مشرق میں محمد بن سبکتگین اور نظام الملک نے اور مصر میں صلاح الدین یوسف بن ایوب نے شافعی مذہب کی تائید کی، اور حنفی مذہب کی تائید ترکی عنصر نے کی جو حنفی کے سوا اور کوئی مذہب اختیار نہیں کرتے تھے، اور جب کوئی سردار یا با اقتدار شخص کوئی مدرسہ قائم کرتا تھا، اور اس میں زیادہ تر یا محدود طور پر کسی خاص مذہب یا مذہب معینہ کی تدریس لازم کر دیتا تھا، تو یہ اس کا ایک نیا حامی ہو جاتا تھا

شاہ ولی اللہ دہلوی اپنے رسالہ انصاف فی بیان اسباب الاختلاف میں بلقینی کے شاگرد ابو زرعہ کا قول بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک بار اپنے شیخ امام بلقینی سے کہا کہ شیخ تقی الدین سبکی اجتہاد کے درجہ کو کیوں نہیں پہنچے، حالانکہ ان کو یہ درجہ حاصل تھا اور وہ کیونکر تقلید کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ (میں نے ان کے شیخ بلقینی کا ذکر نہیں کیا کیونکہ میں اس پر جو نتیجہ نکالنے والا تھا اس کی بنا پر مجھے ان سے شرم آتی تھی) لیکن وہ خاموش رہے تو میں نے کہا کہ

میرے نزدیک اس کی وجہ صرف وہ وظائف ہین جو مذاہب اربعہ کے فقہاء کو ملتے تھے اور جو شخص ان مذاہب کے دائرے سے نکل کر اجتہاد کرتا تھا اوس کو وہ وظیفہ نہین ملتا تھا عہدۂ قضا سے محروم رہتا تھا، لوگ اس سے فتوے نہین پوچھتے تھے اور اس کی طرف بدعت کا انتساب کیا جاتا تھا، اس پر وہ مسکرائے اور مجھ سے اتفاق کیا انخ لیکن باوجودیکہ بلقینی نے ابوزرعہ کے خیال سے اتفاق کیا تھا، انصاف کے مصنف نے اُن سے اتفاق نہین کیا، کیونکہ انھون نے اس کو مستبعد سمجھا کہ ابوزرعہ نے جن چیزون کو بیان کیا ان مین کسی چیز نے ان بزرگون کو اجتہاد کے چھوڑنے پر آمادہ کیا ہوگا، اور شرح مہذب مین سیوطی سے ایک عبارت نقل کی ہے جس سے مفہوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی ایسا مجتہد جو کسی خاص امام کی طرف منسوب ہے اور اجتہاد مطلق کرے تو یہ اس امام کے انتساب کے منافی نہین ہے، جیسا کہ ابواسحاق شیرازی، ابن الصباغ، امام الحرمین اور امام غزالی اسی قسم کے مجتہد تھے، اور کسی خاص امام کی طرف منسوب ہونے کے معنی یہ ہین کہ طریقۂ اجتہاد، استقرار دلائل، اور اُن کی ترتیب مین وہ اس کے طریقہ پر چلے اور اس کے اجتہاد کے ساتھ موافقت کرے اور اگر کبھی اسکی مخالفت کرے تو اس کو اس کی پروا نہ ہو اور اس کے طریقہ سے صرف چند مسائل مین نکلے اور یہ اس کے مذہب شافعی کی پابندی مین خلل انداز نہین ہوتا، لیکن شاہ ولی اللہ نے یہ جو کچھ نقل کیا وہ ابوزرعہ کے بیان کی صحت کے منافی نہین ہے، گو ہم اس کو عام طور پر تسلیم نہین کرتے یعنی یہ نہین کہتے کہ اس نے تمام فقہا کو تقلید پر آمادہ کیا،

(تیسرا سبب) جیسا کہ ہمنے بیان کیا مذاہب کی تدوین ہے اس بنا پر جس مذہب کو قابل اعتماد مدون ہونے کا کامیاب ہوگیا، اور جمہور نے اس کو قبول کر لیا کیونکہ ہم امام شافعی کے اس قول کو نہین دیکھتے کہ لیث مالک سے

زیادہ فقیہ تھے لیکن اُن کے اصحاب نے ان کو قائم نہین رکھا اور اس عدم قیام کے معنی یہ ہین کہ اُنھون نے ان کی رایون کی تدوین اور عوام مین ان کی اشاعت کی طرف توجہ نہین کی جیسا کہ اُنھون نے امام مالک کی رایون کی تدوین کی، چونکہ امام لیث کو ایسے تلامذہ میسر نہین ہوئے جو اُن کی رایون کو مدون کرتے اس لیے فقہ مین ان کی بلند پایگی نے ان کو کوئی فائدہ نہین پہنچایا اور گو مستند راوی ہونے کی حیثیت سے ان کی شان وعظمت کا تذکرہ محدثین کی زبان پر باقی رہ گیا، لیکن مفتی اور مجتہد ہونے کی حیثیت سے ان کے نام کا چراغ بجھ کر رہ گیا اور لیث کی طرح صحابہ اور تابعین مین بہت سے ائمہ ہین جنکے آرار و استنباطات بعد کے لوگون کے لیے مشعل ہدایت تھے، اور اس سے پہلے ہم ان کے نامون کا تذکرہ کر چکے ہین،

لیکن اس دور مین علمار کا انتساب اپنے ائمہ کی طرف تقلید محض کی حد تک پہنچا ہوا نہ تھا، بلکہ اُن کے بعض کارنامے ایسے تھے جو ان کو نہایت بلند رتبہ اور بلند پایہ بناتے تھے، مثلاً

(اولاً) تو وہ ان احکام کے علل واسباب ظاہر کرتے تھے جنکو اُن کے ائمہ نے مستنبط کیا تھا، اور انھی لوگون کو علمای تخریج کہا جاتا ہے اور تخریج مناط کے معنی یہ ہین کہ حکم کی علت سے بحث کیجائے، اور زیادہ تر علمائے حنفیہ نے یہ مشغلہ اختیار کیا تھا کیونکہ بہت سے احکام جنکو انھون نے اپنے ائمہ سے روایت کیا تھا غیر معلل تھے، اس لیے انھون نے اُن اصول کے بیان کے متعلق اجتہاد کیا جنکو اون کے ائمہ نے اپنے استنباطات مین اختیار کیا تھا، اور ان علل کی تخریج مین علمار باہم اختلاف کرتے ہین، اور علت کے اس بیان کی وجہ سے وہ اُن مسائل کے متعلق بھی فتوی دیتے ہین

Marfat.com

جن کے متعلق اُن کے امام کی کوئی تصریح نہین ہے، بشرطیکہ اس چیز کی علت معلوم ہو جائے جس کے متعلق ان کے امام کی تصریح موجود ہے: اسی موقع پر اُنھون نے اول فقہ کی ایجاد اس اجتہاد کی بنا پر کی ہے کہ ان کے ائمہ کے یہی اصول ہین، جنپر اُنھون نے اپنے استنباطات کی بنیاد رکھی ہے، مین نے استقرار کی رو سے اپنی کتاب اصول فقہ مین اس کی تصریح کی تھی، اس کے بعد شاہ ولی اللہ دہلوی کے مقدم الذکر رسالے مین مجھکو ایسی عبارت ملی جو اس کی تائید کرتی ہے وہ فرماتے ہین، کہ

مین نے اکثر لوگون کو پایا، جو یہ خیال کرتے ہین کہ امام ابو حنیفہ اور امام شافعی؟ (امام ابو حنیفہ اور ان کے تلامذہ کے اختلاف کا بھی اس پر اضافہ کیا جا سکتا ہے) کے اختلاف کی بنیاد ادنی اصول پر ہے جو کتاب بزدوی وغیرہ مین مذکور ہین، لیکن حق یہ ہے کہ اکثر یہ اصول ان کے قول سے نکالے گئے ہین، اور میرے نزدیک یہ مسئلہ کہ خاص ظاہر ہوتا ہے اس کو بیان کی ضرورت نہین ہوتی، اور زیادت نسخ ہے اور عام خاص کی طرح قطعی ہے، اور کثرتِ رواۃ سے ترجیح نہین ہوتی، اور غیر فقیہ راوی کی حدیث پر عمل واجب نہین، اس سے رائے کا دروازہ بند ہو جائے گا اور مفہوم شرط اور مفہوم وصف کا بالکل اعتبار نہین ہے، اور امر کا موجب صرف وجوب ہے، اور اس قسم کے اور مسائل ائمہ کے کلام سے نکالے گئے ہین، اور ان کی روایت امام ابو حنیفہ اور ان کے صاحبین سے ثابت نہین ہے، اور ان کی محافظت، اور ان اعتراضات کے جوابات مین جو متقدمین کے استنباطات سے ان پر وارد ہوتے ہین، تکلف کرنا، جیسا کہ بزدوی وغیرہ کرتے ہین، ان کے مخالف اصول کی محاقلت اور ان کے جوابات سے

Marfat.com

زیادہ مستحق نہین ہے،

اس کے بعد انھون نے ان قواعد مین سے ہر قاعدہ، اور اُن اعتراضات کی جو حنفیہ پر ان کے متعلق وارد ہوئے ہین اور ان جوابات کی جو بہ تکلف انھون نے انکا دیا ہے، مثال دی ہے،

شافعیہ نے اس میدان کی طرف بہت کم توجہ کی ہے، کیونکہ ان کے امام کے جو اصول تھے انھون نے خود ان کو مدوّن کر دیا تھا، اور اپنے تلامذہ کو ان کا املا کرا دیا، تھا، یہی حال مالکیہ اور حنابلہ کا بھی تھا، کیونکہ یہ لوگ مناظرہ کے میدانون سے جن کا ذکر عنقریب آئے گا بالکل الگ تھے،

(ثانیاً) مذہب کے متعلق مختلف رایون مین ترجیح دیتے تھے، جسکی دو قسمین تھین،

(۱) روایت کے لحاظ سے ترجیح،

(۲) درایت کے لحاظ سے ترجیح،

روایت کے لحاظ سے ترجیح کی وجہ یہ ہے کہ ائمۂ مذاہب سے بعض مسائل کی نقل مین اختلاف واقع ہوا ہے، کیونکہ ان سے ان کے مذاہب کی نقل ایک سے زیادہ آدمیون نے کی ہے، مثلاً امام ابوحنیفہ کے اقوال جو امام محمد نے نقل کئے ہین، ان مین بعض کو انھون خود امام ابوحنیفہ سے اخذ کیا ہے، اور بعض کی روایت امام ابو یوسف کے ذریعہ کی ہے اور امام ابو یوسف سے امام محمد کے علاوہ اور تلامذہ مثلاً حسن بن زیاد اور عیسیٰ بن ابان وغیرہ نے بھی روایت کی ہے اور امام محمد سے ان کی کتابون کی روایت بھی ایک سے زیادہ لوگون نے کی ہے، اور یہ لوگ نقل مین اختلاف رکھتے ہین، اور یہ اختلاف اس لیے پیدا ہو گیا ہے کہ یا تو نقل کرنے والون نے ان ائمہ سے نقل کرنے مین غلطی کی ہے

یا یہ کہ خود امام کو اس رائے مین تردد تھا اور وہ آج جو بات کہتا تھا اس کو کل بدل دیتا تھا اسلیے ہر ایک شخص دوسرے کے مخالف روایت کرتا تھا، اسی طرح ہم کو نظر آتا ہے کہ امام شافعیؒ سے ربیع بن سلیمانؒ، مزنی، حرملہ اور بویطی وغیرہ نقل کرتے ہین اور گذشتہ دونون اسباب کی بنا پر نقل مین اختلاف کرتے ہین، اسی طریقہ پر امام مالکؒ سے ابن القاسم، ابن وہب، ابن الماجشون اور اسد بن الفرات وغیرہ روایت کرتے ہین، اب ان مذہب کے قائم ہوجانے کے بعد علماء کا کام یہ تھا کہ وہ اپنی یہ رائے ظاہر کرین کہ ان دونون روایتون مین سے کونسی روایت مرجح ہے، چنانچہ زیادتیِ اعتماد کی بنا پر جس شخص کی روایت پر ان کو اطمینان حاصل ہوا، اس کو انھون نے ترجیح دے دی، جیسا کہ حنفیہ نے امام محمدؒ کی روایتون کو دوسرے تلامذہ پر ترجیح دی، اور خود امام محمدؒ کی روایتون مین انکی ان کتابون کو ترجیح دی جنکی روایت ان سے ثقات مثلاً ابو حفص الکبیر اور جوزجانی نے کی ہے اور ان کا نام انھون نے ظاہر الروایۃ رکھا، اسی طرح شافعیہ نے ربیع بن سلیمان کی روایتون کو ترجیح دی، یہانتک کہ جب ربیع اور مزنی کی روایتون مین تعارض واقع ہوتا ہے، تو وہ ربیع کی روایتون کو مقدم سمجھتے ہین حالانکہ فقہ مین وہ مزنی کی بلند پایگی کے معترف ہین، اور ان کو ربیع پر ترجیح دیتے ہین اور جب حرملہ کی روایتین ان دونون سے متعارض ہوتی ہین تو وہ حرملہ کی روایتون کو ضعیف قرار دیتے ہین، اسی طرح امام مالکؒ سے ابن القاسم نے جو روایتین کی ہین، ان کو مالکیہ نے ان کے اور راویون پر ترجیح دی ہے، خود ابن القاسم سے جو روایتین کیگئی ہین، وہ مختلف ہین، اس لیے وہ رواۃ کی زیادتیِ اعتماد کی بنا پر ان کو ترجیح دیتے ہین، دوسرے قسم کی ترجیح ان مختلف روایتون مین واقع ہوتی ہے جو خود ائمہ سے ثابت ہوتی ہین، یا امام اور اس کے تلامذہ

Marfat.com

کے اقوال کے درمیان یہ ترجیح دی جاتی ہے، اور اس قسم کی ترجیح وہ فقہا دیتے ہین، جو اپنے ائمہ کے اصول اور طرقِ استنباط سے واقف ہوتے ہین، اسلیے وہ ان اقوال کو ترجیح دیتے ہین جو ان اصول کے موافق یا فقہ کے دلائل اصلیہ یعنی کتاب، سنت، اور قیاس سے قریب تر ہوتے ہین اور یہ قدرتی بات ہے کہ ان مرجحین کے درمیان ترجیح مین اختلاف واقع ہو، لیکن اہل ترجیح فی المذہب مین صرف اس عالم کا اعتبار کیا جاتا ہے جس کے درجہ اطلاع و تبحر کا اعتراف کیا جاتا ہے،

(ثانیاً) ہر فریق نے اجمالاً اور تفصیلاً اپنے مذہب کی تائید کی، چنانچہ اجمالی طور پر اس طرح کہ اس کے مذہب کا امام جس قدر وسیع علم، ورع صادق اور حسنِ استنباط کا مالک رکھتا تھا اور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کا جس قدر اتباع تمام کرتا تھا اوسکی اشاعت کی اور ہر فریق نے اس کے متعلق بہت کچھ لکھا، چنانچہ تم کو علمائے مذہب مین ایسے بہت کم علماء ملینگے جنھون نے اپنے امام کی یہ تعریف نہ کی ہو کہ وہ امام الائمہ ہے اور کوئی امام اس کا مقابلہ نہین کرسکتا، اور ان لوگون نے اس کے ایسے اوصاف بیان کئے جو اسکو میدانِ فقہ واستنباط کا شہسوار ثابت کرتے تھے، ان مین بعض لوگون نے غلو کیا اور ائمہ مخالفین پر عیوب لگائے، لیکن اس قسم کے لوگون کی تعداد بہت زیادہ نہین ہے، تفصیلی تائید کا طریقہ یہ تھا کہ ہر اختلافی مسئلہ مین اپنے مذہب کو ترجیح دی اور اس کے لیے کتبِ خلاف کی تالیف کی جس مین اختلافی مسائل بیان کرتے تھے اور ہر حالت مین اس امام کے مذہب کو ترجیح دیتے تھے جس کی طرف وہ منسوب تھے، لیکن اکثر اوقات یہ ترجیح تکلف واضح سے خالی نہین ہوتی تھی، دوسری حیثیت سے ان لوگون نے زبانی مناظرات کئے اور چونکہ اس دور مین ان مناظرات کو بہت زیادہ اہمیت حاصل تھی،

Marfat.com

اس لیے ہم ان مناظرات کے متعلق تمہارے سامنے ایک مستقل فصل قائم کرتے ہین،

(۲) مناظرات و جدل کی اشاعت

گذشتہ دور مین بھی مناظرات کا وجود پایا جاتا ہے، چنانچہ امام شافعیؒ نے اکثر ان مناظرات کا ذکر کیا ہے جو ان کے اور محمد بن حسن فقیہ عراق کے درمیان ہوئے، لیکن وہ عام طور پر علماء کے درمیان شائع نہ تھے، اور جہان تک بظاہر معلوم ہوتا ہے ان کا مقصد اس کے سوا اور کچھ نہ تھا کہ حکم صحیح کا استنباط کیا جائے اور جب ان پر حق ظاہر ہو جاتا تھا تو اپنی رایون کے بدلنے سے ان کو کوئی چیز مانع نہین ہوتی تھی، کیونکہ وہ لوگ اپنی رائے مین آزاد تھے اور کسی مذہب اور رائے کی پابندی نہین کرتے تھے، لیکن اس دور کے مناظرات کی ابتدائی اشاعت، ان کے محرک اور ان کے نتیجہ کے متعلق حالات بالکل بدل گئے،

ان مناظرون کی مقدار کا حال یہ تھا کہ مناظرہ کی مجلسون کا بہت زیادہ رواج ہوا، یہان تک کہ کوئی بڑا شہر ایسا نہ تھا جو اس قسم کی مجلسون سے خالی ہو جو دو بڑے عالمون کے درمیان مناظرہ کی غرض سے منعقد کیگئی ہون بالخصوص عراق و خراسان مین،

مناظرہ کی یہ مجلسین وزراء و کبراء کے سامنے منعقد ہوتی تھین اور ان مین بہت سے اہل علم شریک ہوتے تھے، اور مجالس عزا مین بھی ان کا انعقاد ہوتا تھا، (طبقات الشافعیہ تذکرہ شیخ ابو اسحاق شیرازی مین دیکھو) چنانچہ ابو الولید الباجی کہتے ہین کہ بغداد مین رسم یہ ہے کہ اگر کسی شخص کو ایسے شخص کی وفات کا صدمہ ہوتا تھا جس کو وہ معزز سمجھتا تھا تو وہ چند دن گھر کی مسجد مین بیٹھتا تھا، اور اس کے ساتھ ان دنون مین اس کے پڑوسی اور بھائی بند بھی بیٹھتے تھے، جب چند دن گذر جاتے تھے تو اس کو صبر و تسلی دیتے تھے اور اس کے معمولی

کاروبار کی طرف اس کو واپس لاتے تھے لیکن یہ دن جنمین وہ اپنے پڑوسیون اور بھائی بندون کے ساتھ اپنی مسجد مین تعزیت کے لیے بیٹھتا تھا، اکثر اوقات تلاوتِ قرآن یا مسائل کے متعلق فقہا کے مناظرے کے ساتھ کاٹے جاتے تھے، قواعدِ مناظرہ کے متعلق کتابین تالیف کیگئین اور ان کا نام "علم ادب البحث" رکھا گیا، پہلے مناظرہ کی مجلسین علم کلام کے متعلق قائم کیجاتی تھین، اور اس نے ان لوگون مین اس قدر تعصبات فاحشہ اور کھلی ہوئی خصومتین پیدا کردین کہ ان کی وجہ سے خونریزی اور شہرون کی بربادی کی نوبت پہنچگئی، اس لیے بعض امرار فقہی مناظرے کی طرف مائل ہوئے، بالخصوص ان کا میلان اس طرف زیادہ ہوا کہ امام شافعیؒ اور امام ابوحنیفہؒ کے مذہب مین جو اولیٰ ہو اس کا اظہار کیا جائے، اب لوگون نے علم کلام اور دوسرے علوم کو چھوڑ دیا اور خصوصیت کے ساتھ ان مسائل پر جھک پڑے جو امام شافعیؒ اور امام ابوحنیفہؒ کے درمیان مختلف فیہ تھے اور امام مالکؒ، امام سفیان ثوریؒ اور امام احمدؒ کے ساتھ اختلاف کرنے مین تساہل سے کام لیا،

ان لوگون کا نفس اگرچہ ان کو یہ دھوکا دیتا تھا کہ ان مناظرات سے ان کا مقصد، دقائق شریعت کا استنباط، علل مذاہب کا اثبات اور اصولِ فتاوی کی تمہید ہے، لیکن ان کیلئے اس کا اصل محرک امرار کی خوشنودی تھی، چنانچہ امام غزالی نے اس کو ثابت کیا ہے اور اس معاملے مین وہی حجت ہین کیونکہ وہ ان کے رُوبرو مین تھے، اور نہایت تیز زبان اور دقیق النظر تھے، اس کے بعد ان کی آنکھون کے سامنے سے پردہ اوٹھا تو انھون نے ان دلفریب مناظرا اور جھوٹی شہرت کو چھوڑ کر خدا کی طرف رجوع کیا اور حالت نفسیہ کے عیوب کے اظہار کے لیے ہم کو اس سے زیادہ بہتر شخص نہین مل سکتا جو خود اس مین مبتلا ہو پھر اس کو چھوڑ دے،

امام غزالی کہتے ہین کہ یہ لوگ اپنے نفس کو یہ دھوکا دیتے ہین کہ طلبِ حق کے لیے باہمی تعاون

دین سے ہے، کیونکہ اس کے لیے آٹھ شرطین ہین،

(۱) چونکہ یہ فرض کفایہ سے ہے، اس لیے اس مین اس شخص کو مشغول نہین ہونا چاہیے جو فرض اعیان سے فارغ نہ ہوا ہو، اور جس شخص پر فرض عین باقی ہے، اور وہ فرض کفایہ مین مشغول ہوا، اور اس نے یہ خیال کیا کہ اس کا مقصد حق ہے تو وہ کذاب ہے، اور اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو خود نماز کو چھوڑ کر کپڑون کے حاصل کرنے اور ان کے بننے مین مشغول ہو جائے، اور یہ کہے کہ میرا مقصد یہ ہے کہ اس شخص کی ستر پوشی کرون جو برہنہ نماز پڑھتا ہے، اور کپڑا نہین پاتا، کیونکہ ایسا اتفاق کبھی کبھی ہوتا ہے، اور اس کا واقع ہونا ممکن ہے کیونکہ فقیہ کا خیال یہ ہے کہ جن نوادر مسائل سے علم الخلاف مین بحث کیجاتی ہے ان کا وقوع ممکن ہے، لیکن جو لوگ مناظرہ مین مشغول رہتے ہین وہ ان امور کو چھوڑ دیتے ہین جو بالاتفاق فرض عین ہین، جس شخص کو فی الحال ودیعت واپس کرنا ہو اور وہ نماز کو چھوڑ کر جو خدا کی سب سے بڑی عبادت ہے اس کے واپس کرنے کے لیے اٹھ کھڑا ہو وہ اس کے ساتھ گنہگار ہوا، اس لیے کسی شخص کے فرمانبردار بندہ ہونے کے لیے صرف یہی کافی نہین کہ اس کا فعل طاعات کی جنس سے ہے، جب تک کہ اس مین وقت، شرط اور ترتیب کا لحاظ نہ رکھے،

(۲) مناظرہ سے زیادہ کسی فرض کفایہ کو اہم نہ سمجھے، لیکن اگر اس نے کسی فرض کفایہ کو اس سے زیادہ اہم سمجھا، اور اس کے علاوہ دوسرے فرض کو انجام دیا، تو اس فعل پر گنہگار ہوا، اور اس کی مثال اس شخص کی مثال ہو گی جس نے پیاسون کی ایک جماعت دیکھی جو قریب بہ ہلاکت تھی، اور لوگون نے اس کو چھوڑ دیا تھا، اور وہ پانی پلا کر ان کو زندہ رکھ سکتا تھا، لیکن وہ فن حجامت کے سیکھنے مین مشغول ہوا اور یہ خیال کیا کہ وہ فرض کفایہ مین سے

Marfat.com

ہے، اور اگر شہر اس فن سے خالی ہو جائے گا تو لوگ ہلاک ہو جائین گے، لیکن جب اس سے کہا گیا کہ شہر مین جاسون کی ایک جماعت موجود ہے، اور وہ کافی ہے، تو اس نے کہا کہ یہ اس کے فرضِ کفایہ ہونے سے اس کو نہین نکالتا، تو جو شخص ایسا کرتا ہے، اور مسلمانون کی جماعت کے واقعۂ حال کو چھوڑ دیتا ہے، اس کی حالت اس شخص کی حالت کے مشابہ ہے جو مناظرہ مین مشغول رہتا ہے حالانکہ شہر مین اور بھی بہت سے فرضِ کفایہ چھوٹے ہوئے ہین، اور ان کو کوئی انجام نہین دیتا، ان سب سے قریب تر طب ہے، اسی طرح امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی،

(۳) مناظر کو مجتہد ہونا چاہیئے، جو اپنی رائے سے فتوے دے، نہ کہ امام شافعیؒ اور امام ابوحنیفہؒ کے مذہب کے ساتھ، یہان تک کہ جب اس کو یہ معلوم ہو کہ حق امام ابوحنیفہؒ کے مذہب مین ہے تو اس مسئلہ کو چھوڑ دے جو امام شافعیؒ کی رائے کے موافق ہے اور جو رائے اس کو حق معلوم ہوئی ہے اس کے مطابق فتوے دے، لیکن جس شخص کو اجتہاد کا درجہ حاصل نہین ہے، اور ہر اہل زمانہ کا حال یہی ہے تو اس کو مناظرہ سے کیا فائدہ؟ درآنحالیکہ اس کا مذہب معلوم ہے اور وہ دوسرے مذہب کے موافق فتوی نہین دیسکتا،

(۴) صرف اُس مسئلہ کے متعلق مناظرہ کرے جو واقع ہو اور زیادہ تر قریب الوقوع لیکن یہ لوگ ان مسائل کے انتخاب مین جن کی ضرورت عام طور پر پیش آتی ہے، اہتمام نہین کرتے بلکہ صرف ان طبولیات کی جستجو کرتے ہین، جو سنے جاتے ہین اور اس مین جو کچھ بھی ہو مناظرہ کی بہت زیادہ گنجائش ہوتی ہے، اور جو مسائل کثیر الوقوع ہین اونکو بسا اوقات چھوڑ دیتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ خبریہ مسئلہ ہے یا زوایا سے ہے، طبولیات سے نہین،

Marfat.com

مخلوق اور اکابر و سلاطین کے سامنے سے زیادہ مناظرہ کو خلوت مین پسندیدہ ہونا چاہیئے، کیونکہ خلوت مین سمجھ مین انتشار نہین پیدا ہوتا، اور ذہن و فکر کی صفائی اور ادراکِ حق سے اس کو زیادہ موزونیت ہوتی ہے اور مجمع کے سامنے ایسے اسباب پیش آتے ہین جو محرکاتِ ریا کو تحریک دیتے ہین اور ہر شخص کے لیے چاہے وہ حق پر ہو یا باطل پر اپنی مدد کرنا واجب کر دیتے ہین، حالانکہ تم کو یہ معلوم ہے کہ یہ لوگ مجامع و محافل کے حریص خدا کے لیے نہین ہوتے، بلکہ ان مین بعض لوگ اپنے حریف کے ساتھ مدتون، خلوت مین رہتے ہین اور اس سے کلام نہین کرتے اور بسا اوقات اسکے سامنے مسئلہ پیش کیا جاتا ہے اور وہ اس کا جواب نہین دیتا، لیکن جب کوئی مجمع ہوتا ہے تو ہر ممکن تدبیر اس کی کرتا ہے کہ اس کو خاص طور پر گفتگو کرنے کا موقع ملے،

(۶) حق کی جستجو مین اس کی حالت اس شخص کی سی ہو جو گم گشتہ چیز کی تلاش کرتا ہے اور اس مین کوئی فرق نہین کرتا کہ وہ گم گشتہ چیز اس کے ہاتھ لگے گی یا اس کے معاون کو ملے گی اور وہ اپنے رفیق کو معاون سمجھے حریف نہ سمجھے، اور جب وہ اسکی غلطی بتا دے اور اس کے لیے حق کو ظاہر کر دے تو وہ اس کا شکر گذار ہو، لیکن ہمارے زمانہ کے مناظرہ کرنے والون کا یہ حال ہے کہ جب ان مین کسی کے حریف کی زبان سے حق ظاہر ہوتا ہے، تو اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے، اور اس کو شرمندگی لاحق ہوتی ہے، اور وہ اس کے انکار مین اپنی انتہائی قدرت سے کام لیتا ہے، اور جو شخص اس کو چپ کر دیتا ہے عمر بھر اس کی برائی کرتا ہے.

(۷) جس شخص سے مناظرہ کرے اس کو دلیل سے دوسری دلیل کی طرف اور ایک مثال سے دوسری مثال کی طرف انتقال کرنے کی ممانعت نہ کرے، اور

Marfat.com

اپنے کلام سے مناظرۂ مبتدع کے تمام مفید و مضر دقائق کو نکال ڈالے، مثلاً اس کا یہ قول کہ اس کا ذکر میرے لیے ضروری نہین ہے اور یہ میرے پہلے کلام کے مناقض ہے اسلیے مجھ سے قبول نہین کیا جائے گا، کیونکہ حق کی طرف رجوع کرنا باطل کے مناقض ہے، اور اسکا قبول کرنا واجب ہے، لیکن تم دیکھتے ہو کہ تمام مخطون کا خاتمہ مدافعات و مجادلات پر ہوتا ہے،

(۸) ایسے شخص سے مناظرہ کرے جس سے فائدہ حاصل کرنے کی توقع ہو اور وہ علم مین مشغول ہو، لیکن اکثر یہ لوگ فحول و اکابر کے مناظرے سے اس ڈر سے احتراز کرتے ہین کہ حق انہین کی زبان سے ظاہر ہوگا، اور ان سے کم درجہ کے لوگون کی طرف مائل ہوتے ہین تاکہ ان مین اپنے باطل کو رواج دے سکین الخ ملخصاً

اس کے بعد امام غزالی نے اس کے ساتھ ایک اور فصل شامل کی ہے جس مین مناظرہ کی آفتین بیان کی ہین، اور ان مین حسب ذیل آفتون کو شمار کیا ہے،

(۱) حسد،

(۲) لوگون پر تفوق حاصل کرنا، یہان تک کہ یہ لوگ بعض مجالس مین بلندی، پستی اور صدر کے مسند سے قرب و بعد اور تنگ راستون مین پہلے داخل ہونے کی خواہش پر جھگڑتے ہین، اور ان مین بعض غبی اور مکار لوگ یہ حیلہ تراشتے ہین کہ وہ علم کی عزت کا تحفظ چاہتے ہین، اور مسلمان کو اپنے آپ کو ذلیل کرنے سے منع کیا گیا ہے، اس بناپر یہ لوگ تواضع کی تعبیر ذلت سے اور تکبر کی تعبیر مذہب کی عزت سے کرتے ہین، تاکہ ایک نام مین تحریف کرین اور لوگون کو اس کے ذریعہ سے گمراہ کردین،

(۳) حقد یعنی سخت اور بغض و دشمنی جس سے تقریباً کوئی مناظر خالی نہین ہوتا،

Marfat.com

(۴) غیبت، کیونکہ ہر مناظر اپنے حریف کے کلام کی نقل اور اس کی مذمت ضرور کرتا ہے، زیادہ سے زیادہ وہ اپنا تحفظ اس قدر کرتا ہے کہ اس کی نقل و حکایت مین صداقت سے کام لے اور اس سے نقل کرنے مین جھوٹ نہ بولے لیکن لازمی طور پر اُس سے ایسی چیزین نقل کرتا ہے جس سے اس کے کلام کا قصور، اس کا عجز اور اس کے فضل کا نقصان ثابت ہو اور اسی کا نام غیبت ہے،

(۵) تجسس اور لوگون کی برائیون کا ٹوہ لگانا، کوئی مناظر اپنے ہمسر ون کی لغزشون کی تلاش اور اپنے حریفون کی برائیون کے ٹوہ لگانے سے خالی نہین ہوتا یہان تک کہ جب اس کو اپنے شہر مین کسی مناظر کے آنے کی خبر ہوتی ہے تو وہ ایسے شخص کی جستجو کرتا ہے جو اس کے اندرونی حالات کی خبر دے اور وہ سوال کرکے اس سے نتائج نکالتا ہے، یہانتک کہ بوقتِ ضرورت اس کی رسوائی اور شرمساری کے لیے ان کو اپنے لیے ایک سرمایہ خیال کرتا ہے، یہان تک کہ اس کے بچپن کے حالات اور اس کے بدن کے عیوب تک کا انکشاف کرتا ہے، تاکہ اس کی کسی لغزش یا اس کے کسی عیب مثلاً گنج وغیرہ ہونے پر واقف ہو جائے، پھر جب اس کا ادنیٰ سا غلبہ بھی محسوس کرتا ہے تو اگر وہ رکھ رکھاؤ کا آدمی ہوتا ہے تو تعریضاً اس کا اظہار کرتا ہے، اور اس کی یہ تعریض مستحسن خیال کیجاتی ہے اور گالی گلوچ کے لطائف مین شمار کیجاتی ہے لیکن اگر وہ سفیہ اور مسخرا ہوتا ہے تو علانیہ اسکا اظہار کرتا ہے، جیساکہ اکابر مناظرین سے منقول ہے،

(۶) لوگون کے رنج سے خوشی اور ان کی خوشی سے رنج، کیونکہ جو شخص اظہارِ فضل کے ذریعہ سے تفاخر حاصل کرنا چاہتا ہے اس کو اُس کے مقابل حریفون کے رنج پر لازمی طور پر مسرت ہوتی ہے، اور ان کے درمیان سوتون کی طرح بغض ہوتا ہے، جس طرح ایک سوت

Marfat.com

دوسری عورت کو جب دور سے دیکھتی ہے تو اس کا جسم کانپنے لگتا ہے اور اس کا رنگ زرد ہو جاتا ہے اسی طرح جب ایک مناظر دوسرے مناظر کو دیکھتا ہے، تو اس کا رنگ بدل جاتا ہے، اور اُس سے اس کو اضطراب لاحق ہو جاتا ہے، اور ایسی ناگواری کا اظہار کرتا ہے گویا وہ شیطان یا کسی درندہ جانور کو دیکھتا ہے'

(۷) نفاق، جسپر یہ لوگ مجبور ہوتے ہین کیونکہ یہ لوگ حریفون، اُن کے دوستون اور اُن کے ساتھیون سے ملتے ہین اور مجبوراً زبان سے دوستی، شوق، اور ان کے مرتبہ کا اظہار کرتے ہین، لیکن مخاطِب اور مخاطَب اور ہر وہ شخص جو اُن سے یہ سنتا ہی جانتا ہے کہ یہ جھوٹ، زور، نفاق اور فجور ہے، کیونکہ یہ لوگ زبان سے دوست اور دل سے باہم دشمن ہین'

(۸) حق سے رُوگردانی، اس کی کراہت اور اُس کے متعلق جھگڑنا، یہان تک کہ مناظر کے لیے سب سے زیادہ مبغوض چیز یہ ہے کہ اُس کے فریق کی زبان سے حق کا اظہار ہوا اور جب وہ اس کی زبان سے ظاہر ہوتا ہے تو وہ اپنی انتہائی کوشش سے اُس کے انکار کے لیے مستعد ہو جاتا ہے اور اس کے رد کرنے کے لیے انتہائی مکر فریب اور حیلہ سے کام لیتا ہے، یہان تک کہ حق کے متعلق جھگڑنا اس کی طبعی عادت بن جاتا ہے' اس لیے جب کوئی کلام سنتا ہے تو اس کی طبیعت مین اس پر اعتراض کرنے کی خواہش پیدا ہوتی ہے، یہان تک کہ اولہ قرآن اور الفاظِ شرع کے متعلق بھی اُس کے دل پر اس کا غلبہ ہو جاتا ہے، اور وہ ایک کو دوسرے سے مخلوط کر دیتا ہے'

(۹) ریاء، لوگون کا لحاظ، اور اُن کے دل اور اُن کے چہرون کے مائل کرنے کی کوشش اور ریاء ایک ایسا سخت مرض ہے جو اکبر الکبائر کا محرک ہوتا ہے اور مناظر کا

مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ لوگون مین نمایان ہو اور لوگ اس کی تعریف کریں!

مناظرہ کے یہ عظیم الشان نتائج ہین جو فقہا کو اس سخت سے گرا دیتے ہین جن پر ممکن ہونا چاہیئے، کیونکہ وہ شریعت کے حامی اور دین کے محافظ ہین، اس لیے اُن مین کامل ترین اخلاقی اوصاف ہونے چاہئین، لیکن ان مناظرات نے جو خالصتہً لوجہ اللہ نہ تھے اُن مین بہت سے فقہا کو اس حالت تک پہونچا دیا جس کی شرح ایک ایسے شخص نے کی ہے جو اُسی حالت مین مبتلا تھا خدا اُس کو معاف کرے

ابن سبکی نے طبقات مین بیان کیا ہے کہ ابو حیان توحیدی کہتے ہین کہ مین نے شیخ ابو حامد غزالی کو طاہر عبادانی سے یہ کہتے ہوے سُنا کہ "جو کچھ تم مجھے مجلس مناظرہ مین سنتے ہو اُس کو بہت نہ لکھو کیونکہ اس مین جو گفتگو ہوتی ہے اُس سے حریف کو عیادر مغالطہ دینا اور اس کی تردید کرنا اور اس پر غلبہ حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے اس لیے ہم خالصتہً لوجہ اللہ تعالی گفتگو نہین کرتے، اگر ہمارا یہ مقصد ہوتا تو طویل گفتگو سے زیادہ ہم خاموشی کی طرف سُرعت کے ساتھ قدم بڑھاتے، اگرچہ زیادہ تر اس گفتگو مین خدا کا غضب لیکر لوٹتے ہین لیکن اُس کے ساتھ ہم خدا کی رحمت کی وسعت کے بھی متوقع ہوتے ہین

مذہب اسماعیلی

اس دور کی ایک امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ مصر اور اُس کے ملحق شہرون مین مذہب اسماعیلی کا ظہور ہوا جو شیعون کے مذاہب مین سے ان لوگون کا مذہب ہے، جنھون نے اسمعیل بن جعفر صادق کے ساتھ موالات کی اور اُن کے بھائی موسیٰ بن جعفر المعروف بالکاظم کو چھوڑ دیا اس لیے عالم اسلامی مین اُن کے تین مذہب یعنی

Marfat.com

زیدیہ امامیہ اثنا عشریہ اور اسماعیلیہ قائم ہوگئے یہ مذاہب اگرچہ ایک دوسرے کے باہم مخالف ہین، لیکن ان سب مین حضرت کا شیرازہ سب کو ایک سلسلہ مین جکڑے ہوے ہے جب معز لدین اللہ قاہرہ مین آیا جسکی بنیاد اس کے آنے سے پہلے پڑگئی تھی لیکن وہ اُس کے نام سے منسوب ہوا تو اُس کے ساتھ اُس کا سب سے بڑا عالم اور اسماعیلیہ فرقہ کا فقیہ موجود تھا اور وہ مصر کا قاضی القضاۃ مقرر کردیا گیا، یہ پہلا موقع تھا کہ مصر مین اس لقب کا رواج ہوا، ورنہ اُس کے پہلے دار الخلافۃ الکبری بغداد مین وہ عمر قاضی اکبر تک محدود تھا، یہ قاضی لوگون کے درمیان وراثت اور دوسرے مسائل مین مذہب اسماعیلیہ کے موافق فیصلہ کرتا تھا اور عترت کی وراثت کا طریقہ بہت سے مسائل مین جمہور کے طریقہ وراثت سے مختلف تھا، جن مین سب سے اہم یہ مسئلہ ہے کہ اُن کے یہان عصبہ اور عول نہین ہے، بلکہ وہ لوگ اقربیت کو عصبیت کے قائم مقام بتاتے ہین اور جو شخص میت سے جسقدر زیادہ قریب ہوتا ہے اسی ترتیب سے وراثت دلواتے ہین، چاہے وہ مرد ہو یا عورت، اس لیے اُن کے نزدیک پہلا درجہ باپ ماں اور لڑکون کا اور دوسرا درجہ دادا، بھائی اور بہنون کا ہے علیٰ ہذا القیاس اور دُور کا رشتہ دار قریبی رشتہ دار کے ساتھ وراثت نہین پاتا، مثلاً اگر میت ایک لڑکی چھوڑ جائے اور اُس کے ساتھ باپ ان مین سے کوئی نہ ہو تو وہ پورے مال کی مالک ہوجاتی ہے، آدھے کی فرض کے ساتھ اور آدھے کی رد کے ساتھ، اس طریقہ پر فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اُن کے باپ کی میراث مین کوئی اُنکا شریک نہین ہے اور ماں کے ساتھ بھائی یا بہن مین سے کوئی وراثت نہین پاتا اور عترت کے اس قول کی بنا پر کہ میراث کا اصول قربت ہے وہ لوگ حقیقی چچا کے لڑکے علاتی

Marfat.com

(عم لاب) چچا پر مقدم کرتے ہین حالانکہ چچا چچا کے لڑکے سے زیادہ قریبی ہے اور اس پر طائفۂ محققہ کے اجماع سے استدلال کرتے ہین اس اصول کے موافق اُن کے اور بہت سے مسائل ہین جو جمہور کے مخالف ہین جنھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول لیا ہے کہ فرائض کو اہل فرائض کے حوالے کرو، اس کے بعد جو بچ جائے وہ اس مرد کو دو جو قریب ترین رشتہ دار ہو اور بعض اصحاب فروض پر کمی کے داخل کرنے سے عول سے بچ گئے

اس مذہب پر قضارت مصری کی ترتیب کے ساتھ اُن کے علما، جامع ازہر جسکو انہی نے قائم کیا تھا اُس کا درس دیتے تھے اور اس غرض سے اس مذہب مین کتابین تالیف کی گئی تھین اور علما و طلبہ کو ماہوار وظائف دیتے تھے، اور اس کو دعوت کا ایک ذریعہ بنا لیا تھا، داعی دعاۃ اور اُس کے اعوان کا کارنامہ اس پر مستزاد تھا کیونکہ وہ مذہب اسماعیلی کے اختیار کرنے کی طرف نہایت سرگرمی کے ساتھ عوام کو مائل کر رہے تھے، لیکن باوجود ان تمام کوششون کے نتیجہ مطلوبہ حاصل نہ ہوسکا، کیونکہ امام مالک اور امام شافعی کے مذہب عوام کے دلون مین بہت اچھی طرح راسخ ہو گئے تھے اس لیے ان دونون مذاہب کے باطل یا ضعیف کرنے کے لیے کوئی قطعی کام جاری نہ کیا جاسکا اور مصر کی قدیم جامع مسجد مین ان دونون مذاہب کے عالمون کے حلقہ ہائے درس برابر قائم رہے

اخیر مین مستنصر کا وزیر ابو احمد بن الافضل اسپر مجبور ہوا کہ اس معاملے مین نرمی سے کام لے اور چار قاضی مقرر کرے جن مین ہر ایک اپنے مذہب کے مطابق فیصلہ کرے اور اپنے مذہب کے مطابق وراثت دلوائے، ایک قاضی اسمٰعیلی ہو، ایک حنفی ہو، ایک مالکی ہو اور ایک شافعی ہو، اور ۵۲۵ھ مین یہ پہلا موقع تھا کہ مصر مین متعدد قاضی مقرر کئے گئے

اور جب اس سلطنت مین ضعف پیدا ہوا تو ۵۴۷ھ مین ابو المعالی مجلی بن جمیع الشافعی

Marfat.com

صاحب الذخائر قاضی القضاۃ مقرر ہوے اور جب صلاح الدین عاضد کا وزیر ہوا تو دولت اسماعیلیہ کے مظاہر کو مٹا دیا اور اُسکے قاضی جلال الدین بن ہبۃ اللہ بن کامل صوری کو موقوف کیا اور ۵۶۶ھ مین صدر الدین عبد الملک بن درباس الکردی الشافعی کو قاہرہ کا قاضی القضاۃ مقرر کیا، صلاح الدین نے مصر مین مذہب اسماعیلی کے ساتھ جنگ کی اور اس کا نام و نشان تک باقی نہین چھوڑا، اور ہم مین اور اسماعیلیون کے درمیان تمام تعلقات منقطع کر دیے، یہان تک کہ فقہ یا اُس کے علاوہ اور علوم مین ہم ان کی کسی کتاب سے واقف نہین ہو سکتے، شافعیہ مین قضاوت کا عہدہ برابر قائم رہا، لیکن جب ظاہر میبرس آیا تو اُس نے تعدد قضاۃ کی بدعت کا دوبارہ اعادہ کیا لیکن اُن کو جمہور کے مذاہب شافعی، مالکی حنفی اور حنبلی مین سے مقرر کیا،

ہم یہ اندازہ نہین کر سکتے کہ مصر مین اسماعیلی مذہب کی اشاعت مین کسقدر کامیابی ہوئی اور خواص امت مین سے کس قدر لوگون نے اسکو اختیار کیا البتہ ہم یہ جانتے ہین کہ عوام پر اس کا اثر کم ہوا کیونکہ مظاہر اسماعیلیہ اور ان کے عقائد سے نفرت کرنے کی خبرین اُن سے مروی ہین، اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ فقہا نے اُسکو قبول نہین کیا، اور اس کو کفر و الحاد کی علامت قرار دیا اس لیے عوام نے اس سے نفرت ظاہر کی اور دعوت کے طریقہ اخفا نے اس نفرت کو اور بڑھا دیا اور اس سے ان کے اس اعتقاد کو اور تائید ہوئی کہ وہ اس دین سے خارج ہی جسکو انھون نے اپنے ائمہ اور علماء سے وراثۃً پایا ہے،

(۳) تعصبات مذہبی کی اشاعت

گذشتہ دور مین جس بے تعصبی کی روح نے غلبہ پالیا تھا، اس کا لازمی نتیجہ یہ تھا

کہ اختلاف مذاہب کا یہ اثر نہ ہو کہ مختلف مذاہب کے لوگ باہم ایک دوسرے سے نفرت کرنے لگین، چنانچہ ایک شہر مین دو یا اس سے زائد مجتہد ہوتے تھے اور ہر ایک اپنے رفیق کے لیے اجتہاد کو جائز رکھتا تھا اور اس پر کوئی اعتراض نہین کرتا تھا، زیادہ تر جو چیز دیکھنے مین آتی تھی وہ یہ تھی کہ ایک کسی مسئلہ مین دوسرے کی غلطی نکالتا تھا اور اس پر جو نکتہ چینی کرتا تھا اُس کو اُس کے پاس لکھ کر بھیجدیتا تھا یا اس کے متعلق اس سے زبانی گفتگو کر لیتا تھا، لیکن اُس کے ساتھ ہر ایک دوسرے کا احترام بلکہ اس کی محبت اور تعریف کرتا تھا، چنانچہ امام لیث بن سعد نے امام مالک بن انس کو جو خط لکھا تھا اسکو ہم پہلے نقل کر چکے ہین، اور امام شافعی اگرچہ امام ابو حنیفہ کے مسائل پر تنقید کرتے تھے لیکن اسکے ساتھ یہ بھی کہتے تھے کہ لوگ فقہ مین امام ابو حنیفہ کے دست نگر ہین، وہ امام محمد کی اکثر تعریف کرتے تھے، حالانکہ مناظرے مین وہ اُن کے سب سے بڑے حریف تھے، اور امام احمد بن حنبل سے جو فقہ مین اُن کے شاگرد تھے کہتے تھے کہ جب تمھارے نزدیک حدیث صحیح ہو تو مجھے اسکی اطلاع دو، اور جب حدیث کا ذکر آتا تھا تو کہتے تھے کہ امام مالک روشن ستارہ ہین ان کے علاوہ اور بھی بہت سے اقوال ہین جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اُن فقہا و ائمہ اطہار کے اوپر بے تعصبی اور محبت کی روح کا غلبہ تھا اور وہ اس معاملہ مین اپنے سلف صحابہؓ اور تابعین کے مقلد تھے، لیکن اس دور نے جسمین تقلیدی روح سرایت کر گئی فقہا کو جیسا کہ ہم نے بیان کیا اپنے ائمہ کے مسائل کی مدافعت پر آمادہ کیا اور امرا نے اُن سے یہ مطالبہ کیا کہ اُن کے سامنے مناظرہ کے میدان مین گرم جولان ہون، اس نے اُس نتیجہ تک پہونچایا جسکو امام غزالی نے ناپسند کیا ہے، اور ہر فریق جن مسائل کی مدافعت اور اُن کے متعلق مناظرہ

Marfat.com

کرتا تھا اُس کے متعلق تعصب کرنے لگا اور دوسرے کو جیسا کہ وہ خصم کے لفظ سے تعبیر کرتا تھا اپنا دشمن سمجھنے لگا، عوام نے بھی اس معاملہ مین ان کی تقلید کی اور تقریباً اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ ایک اپنے مخالف مذہب کی تقلید کو اس قاعدے کے بموجب کہ "تقلید مین مقتدی کے مذہب کا اعتبار ہے، امام کے مذہب کا نہین" حرام قرار دے لیکن ہم کو یہ معلوم نہین کہ یہ قاعدہ کب ایجاد ہوا اور یہ معلوم ہے کہ شافعیہ کی بہت سی نمازین ایک حنفی کی نگاہ مین صحیح نہین ہین، کیونکہ ایک شافعی اپنے جسم سے خون نکلنے کی وجہ سے وضو نہین کرتا، اس لیے کہ اس سے اس کے امام کے نزدیک وضو نہین ٹوٹتا، اسی طرح ایک حنفی ایک اجنبی عورت کے چھونے سے وضو نہین کرتا کیونکہ اُس سے اس کے نزدیک وضو نہین ٹوٹتا اور وہ سورۂ فاتحہ کی قرأت کے وقت "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" نہین کہتا حالانکہ وہ امام شافعیؒ کے نزدیک سورۂ فاتحہ کی ایک آیت ہے جس کے بغیر اُس کی نماز صحیح نہین ہوتی، اس نے اور اس قسم کے اور مسائل سے جب ایک مقتدی اپنے مخالف مذہب رکھنے والے کی اقتدا کرتا ہے تو اُس کے دل مین شک پیدا ہوتا ہے، لیکن ہم کو یہ معلوم نہین ہے کہ وہ ایسا کیونکر کہتے ہین حالانکہ اجتہاد و اختلاف مین ائمہ نے بے تعصبی برتی ہے، اور یہ تسلیم کر لیا ہے کہ ایک مجتہد کا اجتہاد جس نتیجہ تک پہونچائے اُس کے لیے اس پر عمل کرنا واجب ہے اور اس کے دوسرے نتیجہ کی طرف متجاوز ہونا جائز نہین، اس نظریہ کا اقتضا یہ ہے کہ مین ہر مجتہد کی نماز کو صحیح سمجھتا ہون، اور اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اقتدا مین امام کے مذہب کا اعتبار ہے، مقتدی کے مذہب کا اعتبار نہین لیکن مذہبی تعصبات نے جماعتون کے درمیان سختی کے ساتھ حدِ فاصل قائم کر دی اور بعض فقہا نے اُس پر

Marfat.com

یہ اضافہ کیا کہ آپس مین ایک دوسرے پر یہ اتہام لگایا کہ بعض مسائل مین اُن کے ائمہ نے صریح کتاب وسنت کی مخالفت کی ہے، اور اس پر یہ قاعدہ بنایا کہ اگر قاضی اُن کے مطابق فیصلہ کرے تو اس کا حکم منسوخ ہوجائیگا لیکن یہ مسائل محلِ اجتہاد ہین ہین، بہرحال ہم اس موضوع کو طوالت دینا نہین چاہتے اور ہم نے اس کا ذکر صرف اس لیے کیا ہے، کہ وہ آثارِ تقلید مین سے ایک قدرتی اثر ہے، لیکن اگر کوئی شخص کہ کہ تم یہ دعویٰ کیونکر کرتے ہو کہ یہ تقلید کا اثر ہے، حالانکہ ابن حزم اندلسی نے جو پانچوین صدی مین تھے تقلید کو بالکل چھوڑ دیا تھا اور اجتہادِ مطلق کے مدعی تھے، باوجود اس کے ان سے زیادہ تیز زبان اور اپنے مخالفین کے متعلق اُن سے زیادہ سخت گو ہم نے کسی فقیہ کو نہین دیکھا، چنانچہ فقہ مین اُن کی کتاب الاحکام لاصول الاحکام اور محلی کو پیش نظر رکھکر تم اس کا اندازہ کرسکتے ہو تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ باوجود دعوی اجتہاد کے تقلید کی حقیقت سے باہر نہین تھے کیونکہ وہ داؤد بن علی کے مذہب کے داعی تھے اور اور ان کے مذہب کی تائید کرتے تھے اور اُن کے شہر کے علمانے جو ان کی عداوت ومخاصمت کی اُس نے ان کو اور تنگدل بنادیا اس بنا پر انھون نے اپنے قلم کو مطلق العنان کردیا، اور ان پر سخت حملے کیے، اُن کا خیال تھا کہ وہ اس طریقہ سے اُن پر غلبہ حاصل کررہے ہین، حالانکہ انھون نے خود اپنے آپ کو اور اپنی رایون کو تباہ وبرباد کردیا یہان تک کہ اُن کی حیات وممات دونون مین اُن کا کوئی اثر قائم نہ ہوسکا حالانکہ ان کی وسعتِ اطلاع اور قوتِ فکر کا انکار نہین کیا جاسکتا،

(اس دور کے فقہاء)

اس دور کے فقہا اپنے ائمہ کے مذاہب کے مکمل کرنے والے خیال کیے جاتے

Marfat.com

ہین، کیونکہ ان ائمہ سے جو مختلف روایتین مروی تھین انھون نے اُن کے درمیان ترجیح دی، اُن کے وجوہ وعلل ظاہر کیے، اور جن مسائل کے متعلق ان ائمہ کی تصریحات موجود نہ تھین اُن علل پر قیاس کرکے اُن کا فتوی دیا اس لیے یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہم ان مشاہیر کا تذکرہ کرین جنھون نے کتابین لکھین اور انھون نے جو کچھ لکھا وہ دور اخیر مین ان کے بعد والون کے لیے بنیاد ہوگیا، اس سلسلے کی ابتدا ہم نقہاے حنفیہ سے کرتے ہین اور ہم نے ان مین سے ۲۰ فقیہ منتخب کیے ہین جنکے نام حسب ذیل ہین،

(۱) ابوالحسن عبیداللہ بن الحسن الکرخی جو عراق مین حنفیہ کے سردار اور اُن کے اکابر کے اُستاد تھے، مختصر اور امام محمد بن حسن کی جامع صغیر اور جامع کبیر کی شرح لکھی، ۲۶۰ھ مین پیدا ہوے اور ۳۴۰ھ مین وفات پائی، وہ اس دور کے بہت بڑے فقیہ تھے، لوگون نے ان کا شمار مجتہدین فی المسائل مین کیا ہے،

(۲) ابوبکر احمد بن علی الرازی الجصاص کرخی کے شاگرد تھے اور ان کے بعد سردار ہوے، مختصر کرخی، مختصر طحاوی جامع امام محمد کی شرح کی، ان کی ایک کتاب اصول فقہ مین ہے اور ایک کتاب ادب القضاۃ ہے اُنھون نے ۳۷۰ھ مین وفات پائی،

(۳) ابوجعفر محمد بن عبداللہ البلخی الہندوانی، وہ چھوٹے ابوحنیفہ کہے جاتے تھے، اور بلخ کے ائمہ مین سے تھے ۳۶۳ھ مین بخارا مین وفات پائی،

(۴) ابواللیث نصر بن محمد السمرقندی المشہور بامام الہدیٰ، ہندوانی کے شاگرد تھے، نوازل، الیمون والفتاوی اور خزانۃ الفقہ تصنیف کی اور جامع صغیر کی شرح لکھی، ۳۷۳ھ مین وفات پائی،

(۵) ابوعبداللہ یوسف بن محمد البجرجانی، کرخی کے شاگرد تھے، چھ جلدون مین

Marfat.com

خزانۃ الاکمل تالیف کی اور زیادات، جامع کبیر اور مختصر کرخی کی شرح لکھی، اور خزانۃ الاکمل تمام اصحاب کی تصنیفات کی جامع ہی، کانی حاکم سے ابتدا کی ہے، پھر جامع صغیر جامع کبیر، پھر زیادات، پھر مجرد، منتقی، مختصر کرخی، شرح طحاوی اور عیون المسائل کو بہ ترتیب جمع کیا ہی، انھون نے ۳۹۵ھ مین وفات پائی،

(۶) ابوالحسن احمد بن محمد القدوری البغدادی، وہ مختصر مشہور کے مصنف ہین اور مختصر کرخی کی شرح لکھی ہے، اور کتاب التجرید تصنیف کی ہے، جو غیر مدلل طور پر اُن مسائل پر مشتمل ہے، جو امام ابو حنیفہ اور امام شافعیؒ کے درمیان مختلف فیہ ہین، وہ مناظرے مین حسن العبارۃ تھے اور شیخ ابو حامد اسفرائنی الشافعی سے مناظرہ کرتے تھے، انھون نے ۴۲۸ھ مین وفات پائی،

(۷) ابوزید عبیداللہ بن عمر الدبوسی السمرقندی، وہ پہلے شخص ہین جنھون نے علم خلاف کو ایجاد کیا، ان کی سب سے بڑی تصنیف اسرار ہے، اور نظم فی الفتاوی اور کتاب تقویم الادلہ بھی اُن کی تصنیفات مین سے ہین، مناظرہ اور دلائل کے استخراج مین وہ ضرب المثل تھے اور سمرقند اور بخارا مین انھون نے بڑے بڑے لوگون کے ساتھ مناظرات کئے ہین، انھون نے ۴۳۰ھ مین وفات پائی،

(۸) ابوعبداللہ الحسین بن علی الصمیری، وہ کبار فقہائے حنفیہ مین سے تھے اور حسن العبارۃ اور جید النظر تھے، ۴۳۶ھ مین وفات پائی،

(۹) ابوبکر خواہرزادہ محمد بن الحسین البخاری، وہ عظماء اور اولہ مین تھے، مختصر تجنیس، اور مبسوط تصنیف کی اور ۴۳۳ھ مین وفات پائی، خواہرزادہ کے معنی ہین "عالم کا بھانجا" کیونکہ وہ قاضی ابوثابت محمد بن بخاری کے بھانجے تھے،

Marfat.com

(۱۰) شمس الائمہ عبد العزیز بن احمد الحلوانی البخاری مصنف مبسوط، وہ اپنے وقت مین اہل بخارا کے امام تھے، ۴۴۸ھ مین وفات پائی،

(۱۱) شمس الائمہ محمد بن احمد السرخسی، وہ حلوانی کے شاگرد تھے، اور مجتہدین فی المسائل مین شمار کیے جاتے تھے، وہ امام، علامہ، حجت، متکلم، مناظر، اصولی اور مجتہد تھے، انھون نے نور جند کے قید خانے مین پندرہ جلدون مین مبسوط کا املا کرایا کیونکہ انھون نے خاقان کو ایک نصیحت کی تھی، اور اس جرم مین ایک کنوئین مین قید کر دیے گئے تھے، وہ اس کنوئین مین بغیر کسی کتاب کے مطالعہ کے املا کراتے تھے، اور اُن کے تلامذہ کنوئین کے اوپر بیٹھتے تھے، اصول فقہ مین ایک کتاب، شرح سیر کبیر، اور شرح مختصر طحاوی ان کی تصنیفات سے ہین، اور ان کی مبسوط حاکم شہید کے کافی کی شرح ہے، جو مصر مین چھپ گئی ہے، انھون نے پانچوین صدی کے اخیر مین وفات پائی،

(۱۲) ابو عبداللہ محمد بن علی الدامغانی، عراق مین حنفیہ کی ریاست کا ان پر خاتمہ ہوگیا اور وہ صیمری اور قدوری کے شاگرد ہین، بغداد مین قاضی مقرر ہوے اور ۴۷۸ھ مین دامغان مین پیدا ہوے اور ۵۷۸ھ مین وفات پائی، ابو الطیب الشافعی ان کی تعریف کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہمارے بہت سے تلامذہ مین وہ امام شافعیؒ کے مذہب کے زیادہ عالم ہین، وہ شیخ ابو اسحاق شیرازی الشافعی سے مناظرہ کرنے گئے تھے،

(۱۳) علی بن محمد البزدوی، گیارہ جلدون مین مبسوط لکھی اور جامع کبیر اور جامع صغیر کی شرح کی، وہ اصول کی ایک کتاب کے جو اصول بزدوی کے نام سے مشہور ہے مؤلف ہین اور فقہ مین خلاصۃ الفتاوی ان کی تصنیف ہے، وہ ۴۰۰ھ مین پیدا ہوے اور ۴۸۲ھ مین وفات پائی،

Marfat.com

(۱۴) شمس الائمہ بکر بن محمد الزرنجری وہ بڑے امام اور حفظ مذہب مین ضرب المثل تھے ۴۲۷ھ مین پیدا ہوئے اور حلوانی سے علم سیکھا اور ۵۱۲ھ مین وفات پائی،

(۱۵) ابو اسحاق ابراہیم بن اسماعیل الصفار وہ قاضی خان کے استاد تھے اور اُن کے تمام آبا و اجداد اکابر فقہا مین تھے، انھون نے ۵۴۲ھ مین بخارا مین وفات پائی،

(۱۶) طاہر بن احمد بن عبدالرشید البخاری صاحب خلاصۃ الفتاوی المتصانا وہ ماوراء النہر مین حنفیہ کے شیخ اور اکابر مجتہدین فی المسائل مین تھے، ان کی مولفات مین خزانۃ الواقعات ہے، انھون نے ۵۴۲ھ مین وفات پائی،

(۱۷) ظہیر الدین عبدالرشید بن ابی حنیفہ بن عبدالرزاق الولوالجی، فتاوی ولوالجیہ انھین کا ہے، انھون نے ۵۴۰ھ کے بعد وفات پائی،

(۱۸) ابوبکر بن مسعود بن احمد الکاسانی الملقب بملک العلما، وہ کتاب البدایع کے مولف ہین جو ایک خوش ترتیب کتاب ہے، اُنھون نے اپنے شیخ علاء الدین محمد بن احمد السمرقندی کی کتاب تحفۃ الفقہاء کی شرح لکھی ہے، انھون نے ۵۸۷ھ مین وفات پائی،

(۱۹) فخر الدین حسن بن منصور الاوزجندی الفرغانی المعروف بقاضی خان، بہت بڑے امام تھے، مشہور و متداول فتاوے واقعات الما لی، اور مجامع کو تالیف کیا اور زیادات، جامع صغیر، اور خصاف کے ادب القضاۃ وغیرہ کی شرح لکھی، اور ۵۹۲ھ مین وفات پائی، وہ طبقۂ مجتہدین فی المسائل مین شمار کیے جاتے ہین، تصحیح قدوری مین قاسم بن قطلوبغا کا قول ہے کہ "قاضی خان کی تصحیح دوسرون کی تصحیح پر مقدم ہے"

Marfat.com

کیونکہ وہ فقیہ النفس ہین"

(۲۰) علی بن ابی بکر بن عبدالجلیل الفرغانی المرغینانی صاحب الہدایہ وہ امام فقیہ اور حافظ تھے اور کتاب المنتقی، نشر المذہب، تجنیس، مناسک الحج، مختارات النوازل اور کتاب الفرائض ان کی تصنیفات سے ہین، انھون نے ۵۹۳ھ مین وفات پائی،

کبار فقہاے مالکیہ

(۱) محمد بن یحییٰ بن لہابۃ الاندلسی، اپنے معاصرین مین مذہب کے سب سے زیادہ حافظ، عقدِ شروط کے عالم اور اُن کے علل کے ماہر تھے، فتوی و فقہ مین ان کے اختیارات مذہب کے دائرے سے باہر ہین اور فقہ مین ان کی متعدد تصنیفات ہین، مثلاً منتخبہ اور کتاب الوثائق، ابن حازم فارسی کہتے ہین کہ "ان کی کتاب منتخبہ کے مثل ہمارے اصحاب کی کوئی تصنیف نہین" ان کا مقصد مسائل مدونہ کی شرح ہے، انھون نے ۳۸۶ھ مین وفات پائی،

(۲) بکر بن العلاء القشیری وہ اصلاً بصرہ کے رہنے والے تھے، پھر مصر مین چلے آئے، تلامذہ قاضی اسماعیل سے فقہ کی تعلیم حاصل کی اور بڑی بڑی کتابین تصنیف کین، مثلاً کتاب الاحکام جو اسماعیل بن اسحاق کی کتاب کا اختصار ہے، اور اسپر اضافہ ہے، کتاب الرد علی المزنی، کتاب اصول الفقہ اور کتاب القیاس وغیرہا انھون نے ۳۴۴ھ مین وفات پائی،

(۳) ابو اسحاق محمد بن القاسم بن شعبان العتبی اپنے وقت مین مصر کے فقہاے مالکیہ کے سردار اور ان مین امام مالک کے مذہب کے سب سے زیادہ حافظ تھے لیکن

Marfat.com

ان کی کتابون مین امام مالک کے غرائب قول اور اُن لوگون کے اقوال شاذہ ہین جو امام مالک کے تلمذہ مین مشہور نہین ہین، اور اُن کے ثقات اصحاب نے انکی روایت نہین کی ہے، انھون نے امام مالک کے مذہب کا استقرار کیا اور فقہ مین کتاب الزاہی الشیبانی تالیف کی انھون نے ۲۵۵ھ مین وفات پائی،

(۴) محمد بن حارث بن اسد الخشنی، انھون نے قیروان مین فقہ کی تعلیم حاصل کی، پھر اندلس مین آئے، اور وہان کے علماء سے سنا، اور قرطبہ مین توطن اختیار کرلیا، وہ فقہ کے حافظ، اس مین متقدم، فتوی کے عالم، مسائل مین عمدہ قیاس کرنے والے تھے، اور امام مالک کے مذہب مین اختلاف واتفاق کے متعلق ایک کتاب اور ایک کتاب امام مالک کی اس راے کے متعلق لکھی جسمین اُن کے تلامذہ نے اُن سے اختلاف کیا ہے، اور کتاب الفتیا وغیرہ لکھی، انھون نے ۳۶۱ھ مین وفات پائی،

(۵) ابوبکر محمد بن عبداللہ المعیطی الاندلسی، وہ فقہ کے حافظ، اور امام مالک اور اُنکے اصحاب کے مذہب کے عالم تھے، اور انھین نے امیر المومنین حکم کے لیے ابوعمر الاشبیلی کے ساتھ کتاب الاستیعاب کی تکمیل کی جسکی وجہ یہ تھی کہ قاضی اسمٰعیل کے بعض تلامذہ نے اس کتاب کو لکھنا شروع کیا تھا، اور اس کی تبویب کی تھی اور اس کو خاصۃً امام مالک کے اس قول کا جسمین اُن کے کسی شاگرد کا قول اُن سے اختلاف روایت مین شریک نہین تھا مجموعہ بنایا تھا، مؤلف نے اس کی پانچ جلدین لکھ لی تھین، لیکن اس کی تکمیل سے پہلے ان کا انتقال ہوگیا، لیکن جب حکم کو یہ کتاب ملی تو اس کو دیکھ کر اس نے بہت پسند کیا اور اُسکی تکمیل کرانی چاہی، چنانچہ اس کے لیے معیطی اور ابوعمر کو بلایا اور ان دونون نے سو جلدون مین اُس کی تکمیل کی، معیطی نے ۳۶۷ھ وفات پائی،

Marfat.com

(۶) یوسف بن عمر بن عبدالبر، علماے اندلس کے شیخ اور اپنے زمانہ مین وہان کے بہت بڑے محدث تھے، کتاب الاستذکار بمذاہب علماء الامصار فیما تضمنہ الموطا من معانی الآثار تصنیف کی جسمین موطا کے طرز وابواب کے موافق اس کی شرح کی اور فقہ مین کتاب الکافی وغیرہ لکھی، جو ان کی مہارت پر دلالت کرتی ہین، انھون نے ۴۶۳ھ مین وفات پائی،

(۷) ابو محمد عبداللہ بن ابی زید عبدالرحمن النفزی القیروانی وہ اپنے وقت مین مالکیہ کے امام، اُن کے پیشوا، امام مالکؒ کے مذہب کے جامع اور اُن کے اقوال کے شارح تھے، اور لوگ اطراف مُلک سے اُن کے پاس سفر کرکے آتے تھے، ان کے تلامذہ نہایت برگزیدہ ہوے اور اُن سے بہت سے لوگون نے علم سیکھا، انھین نے مذہب کی تلخیص کی اور وہ مالک الصغیر یعنی چھوٹے مالک کے نام سے مشہور تھے، ان کی بہت سی تالیفات ہین، جن مین سے نوادر الزیادات علی المدوّنۃ، مختصر المدونۃ، تہذیب العتبیہ، اور کتاب الرسالہ مشہور ہین، ان کے علاوہ اور کتابین ہین، انھون نے ۳۸۶ھ مین وفات پائی،

(۸) ابو سعید خلف بن ابی القاسم الازدی المعروف بالبراذعی وہ ابو محمد بن ابی زید اور قابسی کے اکابر تلامذہ اور حفاظِ مذہب مین ہین، اور اس مین ان کی تالیفات ہین جن مین سے ایک کتاب التہذیب فی اختصار المدونہ ہے، اس مین انھون نے اختصار ابو محمد کے طریقہ کی پیروی کی ہے، لیکن اُنھون نے اسکو مدونہ کے طرز پر چلایا ہے، اور ابو محمد نے جو اضافہ کیا تھا اس کو حذف کردیا ہے، مغرب اور اندلس مین اسی کتاب پر لوگون کا اعتماد تھا، ان کی تصنیفات مین کتاب التمہید لمسائل المدونہ بھی ہے، جو اختصار

Marfat.com

ابی محمد اور ان کی زیادات کے طرز پر ہے، کتاب اختصار الواضحہ بھی اُن کی تصنیف ہے،

(۹) ابو بکر محمد بن عبداللہ الابہری، امام مالک کے مذہب کی شرح، اُن کے موافق استدلال کرنے اور اُن کے مخالف کی تردید مین ان کی تصنیفات ہین وہ اپنے وقت مین اپنے تلامذہ کے امام، ثقہ، ثبت اور مشہور تھے، بغداد مین فقہ کی تعلیم حاصل کی اور ابن عبدالحکم کی مختصر کبیر اور صغیر کی شرح لکھی، وہ اپنے وقت مین عراق مین امام مالکؒ کی رائے کے حافظ تھے، ساٹھ سال تک جامع منصور مین درس و فتوی دیتے رہے، عراق مین قاضی اسماعیلی کے بعد تلامذۂ مالکؒ مین کوئی شخص ابہری سا برگزیدہ نہین ہوا، اسی طرح اطراف ملک مین ان دونون کے طبقے مین سحنون کے سوا مذہب مین ان دونون کا کوئی ہمسر نہ تھا بلکہ ان کے تلامذہ اور تمام لوگون سے زیادہ تھے، اُن کے پیرو اور لوگون سے زیادہ افضل تھے اور اُن کے طلبہ اور لوگون سے زیادہ برگزیدہ تھے، مذکورہ کتابون کے علاوہ ابہری کی تصنیفات مین الرد علی المزنی، کتاب الاصول اور کتاب اجماع اہل مدینہ وغیرہ ہین، ان کی موت کے بعد عراق مین امام مالکؒ کا مذہب ضعیف ہوگیا، انھون نے ۳۷۵ھ مین بغداد مین وفات پائی،

(۱۰) ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ المعروف بابن ابی زمنین البیری وہ کبار فقہا اور محدثین مین تھے، مغرب فی المدونہ تصنیف کی اور اُس کے اشکال اور اُس کے نکات مین جو تفقہ تھا اس کی شرح کی، اس کے ساتھ اس کے الفاظ کا قصد کیا، اور اس کی روایت کو ضبط کیا، مدونہ کے مختصرات مین اس کا مثل نہین ہے کتاب المنتخب فی الاحکام اور کتاب المہذب وغیرہ لکھی، ۳۹۹ھ مین وفات پائی،

(۱۱) ابو الحسن علی محمد بن خلف المعافری المعروف بابن القابسی وہ وسیع الروایہ

Marfat.com

علم حدیث، اسمس کے علل اور رجال کے عالم فقیہ اور اصولی تھے، مفید کتابین تصنیف کین مثلاً کتاب المہدنی الفقہ، احکام الدیانۃ اور کتاب ملخص الموطا، ۴۰۳ھ مین وفات پائی،

(۱۲) قاضی عبدالوہاب بن نصر البغدادی المالکی، بہت اچھے مناظر اور جید العبارۃ تھے، ابہری کے کبار تلامذہ سے فقہ کی تعلیم حاصل کی، اس کے بعد بغداد سے ناراض ہوکر مصر مین آئے، اور اس نے ان کا خیر مقدم کیا، انھون نے بہت سی کتابین تصنیف کین مثلاً کتاب النصر لمذہب امام دار الہجرۃ والمعونۃ لمذہب عالم المدینۃ، کتاب الادلہ فی مسائل الخلاف اور رسالہ ابن ابی زید اور مدونہ وغیرہ کی شرح کی، انھون نے ۴۲۲ھ مین وفات پائی،

(۱۳) ابوالقاسم عبدالرحمن بن محمد الحضرمی المعروف باللبیدی وہ مشاہیر علمائے افریقیہ سے تھے، ابن ابی زید اور ابوالحسن القابسی سے فقہ کی تعلیم پائی، ایک بہت بڑی کتاب مذہب مین جو بڑی بڑی دو سو جلدون سے زیادہ، مدونہ کے مسائل اور اسکے بسط مین تھی اور زیادات الامہات اور نوادر الروایات اور ایک کتاب مدونہ کے اختصار مین لکھی جس کا نام ملخص رکھا انھون نے ۴۲۴ھ مین وفات پائی،

(۱۴) ابوبکر محمد بن عبداللہ بن یونس الصقلی وہ فقیہ امام اور فرائض دان تھے ہمیشہ جہاد مین مصروف رہتے تھے، اور شجاعت کے ساتھ متصف تھے، ایک کتاب فرائض مین تالیف کی اور ایک کتاب جو مدونہ کی جامع تھی اس مین اُس کے فلاوہ اور امہات کا اضافہ کیا انھون نے ۴۵۱ھ مین وفات پائی،

(۱۵) ابوالولید سلیمان بن خلف الباجی، اندلس مین علم حاصل کیا، پھر مشرق کا سفر کیا

اور وہان بہت سا علم حاصل کیا، اُس کے بعد اپنے ملک مین واپس آئے، اور وہ ابن حزم کے معاصر تھے اور اُن کے ساتھ اُن کے بہت سے مناظرے ہین، اُن کے متعلق ابن حزم کا قول تھا کہ قاضی عبدالوہاب کے بعد اصحاب مذہب مالکی مین ابوالولید الباجی کا مثل کوئی نہ تھا" ان کی بہت سی تصنیفات ہین، مثلاً کتاب الاستبقاء فی شرح الموطاء اور موطا ہی کی شرح مین کتاب المنتقی جو استبقاء کا اختصار تھی، اور کتاب السراج فی علم الحجاج، کتاب مسائل الخلاف، کتاب المہذب فی اختصار المدونۃ کتاب شرح المدونۃ کتاب احکام الفصول فی احکام الاصول، وغیرہ انھون نے ۴۹۴ھ مین وفات پائی،

(۱۶) ابوالحسن علی بن محمد الربعی المعروف باللخمی قیروانی، وہ صفاقس مین آئے، وہ فقیہ اور فاضل تھے، انھون نے مدونہ پر ایک بڑی تعلیق لکھی ہے جو مفید اور عمدہ ہے لیکن اُنھون نے اس مین اختیار و تخریج کی ہے اس لیے اُن کے اختیارات مذہب سے نکل گئے ہین انھون نے ۴۷۸ھ مین وفات پائی،

(۱۷) ابوالولید محمد بن احمد بن محمد بن رشد القرطبی اندلس اور مغرب مین اپنے وقت کے فقہا کے سردار تھے، اور صحت نظر جودت تالیف اور وقت فقہ مین ان کا اعتراف کیا جاتا تھا، ان پر روایت سے زیادہ درایت غالب تھی، کتاب البیان والتحصیل لما فی المستخرجہ من التوجیہ والتعلیل، کتاب المقدمات الاوائل کتب المدونۃ لکھی اور یحیی بن اسحاق کی تالیف مین سے ان کی مبسوط کتابون اور طحاوی کی کتاب مشکل الآثار کا جس کی یحیی نے تہذیب کی ہے اختصار کیا انھون نے ۵۲۰ھ مین وفات پائی،

(۱۸) ابوعبداللہ محمد بن علی بن عمر التمیمی المازری الصقلی، اہل افریقہ اور اسکے

Marfat.com

علاوہ مغرب کے امام تھے، اور شیوخِ افرنقیہ مین وہ سب سے آخری شخص تھے جو تحقیق فقہ مین مشغول تھے، اور اجتہاد اور دقت نظر رکھتے تھے، فقہ اور اصول مین کتابین لکھین اور مسلم اور قاضی عبدالوہاب کی کتاب التلقین کی شرح کی اور مالکیون مین اس کے مثل کسی کی کتاب نہین، امام الحرمین کی برہان کی شرح لکھی، اور محصول من برہان الاصول اس کا نام رکھا، انھون نے ۵۳۶ھ مین وفات پائی،

(۱۹) ابوبکر محمد بن عبداللہ المعروف بابن العربی المعافری الاشبیلی اپنے شہر مین ادب حاصل کیا، پھر بلادِ مشرق کا طویل سفر کیا اور بہت سے علماء سے جنمین ایک امام غزالی بھی تھے ملاقات کی اور بہت سا فائدہ حاصل کیا اور مسائلِ خلاف واصول و کلام مین مہارت پیدا کی، پھر بہت سا علم حاصل کرکے اندلس مین واپس آئے، اور بہت سی کتابین تصنیف کین، ان کی تصنیفات سے کتاب احکام القرآن کتاب المسالک فی شرح موطا امام مالک اور کتاب المحصول فی اصول الفقہ ہے، انھون نے ۵۴۳ھ مین وفات پائی،

(۲۰) قاضی ابوالفضل عیاض بن موسی بن عیاض الیحصبی السبتی اپنے وقت مین حدیث و تفسیر کے امام، فقیہ، اصول، احکام کے واقف، شروط کے عاقد اور امام مالک کے مذہب کے حافظ تھے، اور ابن رشد اُن کے شیوخ مین ہین، اُنھون نے مفید کتابین تصنیف کین ہین جن مین اکمال المعلم فی شرح صحیح مسلم، الشفا بتعریف حقوق المصطفے صلی اللہ علیہ وسلم، مشارق الانوار فی تفسیر غریب الموطا والبخاری ومسلم اور کتاب ترتیب المدارک وتقریب المسالک لمعرفۃ اعلام مذہب مالک وغیرہ ہین، انھون نے ۵۴۱ھ مین وفات پائی،

(۲) اسماعیل بن ملی العوفی، وہ حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ کی اولاد سے ہین،

سرحد اسکندریہ مین ان کا خاندان بہت بڑا اور علم مین مشہور ہی، وہ شرح التہذیب المعروف بالعونیہ کے مؤلف ہین، جو ۳۶ جلدون مین ہی، دیباج کا مؤلف اس کی ایک جلد سے واقف ہوا جو اُس سے نقل کی گئی تھی، کہا جاتا ہی کہ وہ بڑی بڑی پچاس جلدون کا ایک ٹکڑا ہی صرف بخود تلاوت کی بحث مین شمار کیا گیا تو اس کے ساڑھے پانچ کراریس، ۲ سطر کے مسطر مین نکلین (۲۹۷۰ سطر)، انھون نے ۵۸۱ھ مین وفات پائی،

(۲۲) محمد بن احمد بن محمد بن احمد بن احمد بن رشد الشہیر بالحفید ان پر روایت سے زیادہ درایت غالب تھی، اندلس مین علم، کمال و فضل کے لحاظ سے کوئی ان کا مثل نہین پیدا ہوا، ان کی بہترین تصنیفات مین کتاب بدایۃ المجتہد و نہایۃ المقتصد فقہ مین ہے جسمین انھون نے اختلاف کے اسباب و علل بیان کیے ہین، اور نہایت مفید باتین لکھی ہین، اس لیے اُن کے وقت مین اس کتاب سے زیادہ مفید اور اس سے زیادہ خوش ترتیب کوئی کتاب معلوم نہین ہوتی، انھون نے اصول مین مستصفی کا خلاصہ کیا ۵۹۵ھ مین وفات پائی،

(۵) ابو محمد عبداللہ بن نجم بن شاس الجذامی السعدی انھون نے امام غزالی کی وجیز کی ترتیب پر امام مالک کے مذہب مین ایک عمدہ کتاب لکھی جس کا نام انھون نے الجواہر الثمینہ فی مذہب عالم المدینہ رکھا، اس کی خوبی اور کثرت فوائد کی بنا پر مصر مین تمام مالکی اس کی طرف سخت مائل تھے، انھون نے ۶۱۰ھ مین وفات پائی،

اس دور مین جو اکابر شافعیہ امام شافعیؒ کے مذہب مین تالیف، اس کی اشاعت اور اس کی کتابون کی اصلاح کے ساتھ ممتاز ہوے اور ان مین اکثر عراق خراسان اور ماوراء النہر کے رہنے والے ہین وہ حسب ذیل ہین،

(۱) ابو اسحاق ابراہیم بن احمد المروزی اپنے زمانہ مین فتویٰ و تدریس کے امام تھے، ابن سریج نے فقہ سیکھی اور اس مین ماہر ہوئے، اور ابن سریج کے بعد عراق مین ان کو ریاست ملی، انھون نے بہت سی کتابین تصنیف کین اور مزنی کی شرح لکھی اور بغداد مین ایک زمانے تک درس و فتوے دیتے رہے، اور اُن کے تلامذہ مین بہت سے لوگ برگزیدہ ہوئے، اُس کے بعد اخیر عمر مین اُنھون نے مصر کا سفر کیا اور ۳۴۰ھ مین وفات پائی اور امام شافعیؒ کی قبر کے قریب مدفون ہوئے

(۲) ابو احمد محمد بن سعید بن ابی العاضی الخوارزمی، وہ علمی خاندان سے ہین، ابو العباس، ابو اسحاق اور ان دونون کے طبقہ سے فقہ کی تعلیم پائی، اور فقہ شافعیہ مین وہ کتاب الحاوی والعمدۃ العدیمین کے مصنف ہین، اور ماوردی اور فورانی نے یہ دونون کتابین اُن سے پڑھی ہین، اصول مین اُن کی ایک کتاب ہے جس کا نام ہدایہ ہے، انھون نے کچھ اوپر ۳۴۰ھ مین وفات پائی،

(۳) ابو بکر احمد بن اسحاق الضبعی النیشاپوری، فقہ مین انتہائی درجہ کو پہونچے اور کتاب الاحکام تصنیف کی، اُنھون نے ۳۴۲ھ مین وفات پائی،

(۴) ابو علی الحسین بن الحسین المعروف بابن ابی ہریرہ، وہ شیوخ دائمہ شافعیہ مین سے ایک ہین، ابن سُریج سے فقہ سیکھی اور مختصر کی شرح لکھی، انھون نے ۳۴۵ھ مین وفات پائی،

(۵) قاضی ابو السائب عتبہ بن عبید اللہ بن موسیٰ، وہ علمائے ائمہ مین سے ایک ہین اور شافعیہ مین پہلے شخص ہین جو بغداد مین قاضی القضاۃ مقرر ہوئے، انھون نے ۳۵۰ھ مین وفات پائی،

(۶) قاضی ابوحامد احمد بن بشر المروزی، وہ ابو اسحاق کے تلامذہ مین ہین، انھون نے کتاب الجامع تصنیف کی جو اصول و فروع پر حاوی ہے اور اس مین نصوص و وجوہ مذکور ہین، وہ اصحاب شافعی کے نزدیک بہترین کتاب ہے، انھون نے مختصر مزنی کی شرح لکھی اور ۳۶۲ھ مین وفات پائی،

(۷) محمد بن اسمٰعیل المعروف بالقفال الکبیر الشاشی، وہ ماوراء النہر کے فقہائے شافعیہ مین بہت بڑے فقیہ ہین، اصول فقہ مین اُن کی ایک کتاب ہے اور انھون نے رسالہ کی شرح لکھی ہے، اور ماوراء النہر مین انھین کے ذریعہ سے فقہ شافعی کی اشاعت ہوئی، انھون نے ۳۶۵ھ مین وفات پائی،

(۸) ابو سہل محمد بن سلیمان الصعلوکی، انھون نے ابو اسحاق مروزی سے فقہ کی تعلیم پائی، اس کے بعد نیشاپور واپس آکر قیام کیا اور درس و فتویٰ دیتے رہے، انھون نے ۳۶۹ھ مین وفات پائی،

(۹) ابو القاسم عبد العزیز بن عبد اللہ الدارکی، نیشاپور مین درس دیا اور ابو اسحاق مروزی سے فقہ کی تعلیم حاصل کی اور عراق شیوخ بغداد نے اُن سے علم حاصل کیا، انھون نے ۳۷۵ھ مین وفات پائی،

(۱۰) ابو القاسم عبد الواحد بن الحسین الصیمری، وہ مذہب کے حافظ اور بہترین مصنف تھے، اُن کے حلقہ درس سے ایک جماعت نکلی جسمین ایک ماوردی تھے، ان کی تصنیفات مین الانصاح فی المذہب ہے اور کتاب الکفایہ اور ایک کتاب قیاس و العلل مین اور ایک چھوٹی سی کتاب ادب المفتی و المستفتی مین ہے، اور ایک کتاب شروط مین ہے انھون نے ۳۸۶ھ مین وفات پائی،

Marfat.com

(۱۱) ابو علی الحسین بن شعیب السنجی، وہ خراسان کے عالم ہین اور پہلے شخص ہین جنہون نے عراق وخراسان کے دونون طریقون کو جمع کیا وہ اور قاضی حسین نقال کے برگزیدہ تلامذہ مین سے ہین، انھون نے شرح مختصر لکھی اور امام الحرمین اسی کو المذہب الکبیر کہتے ہین، انھون نے تلخیص ابن القاص اور فروع ابن الحداد کی شرح بھی کی، انھون نے ۴۰۳ھ مین وفات پائی،

(۱۲) ابو حامد احمد بن محمد الاسفرائنی وہ طریقۂ عراق کے شیخ، مذہب کے امام، اور حافظ تھے، دار کی سے فقہ کی تعلیم پائی، یہان تک کہ ایک امام ہوگئے، اور بغداد مین دین ودنیا کی ریاست ان کو ملی، شرح مزنی کے متعلق اُن سے یادداشتین لکھی گئین، اُن کے زمانہ مین اصحاب ابی حنیفہ کے امام ابو عبداللہ الصمیری اُن کے معاصر تھے، اور اُن کے متعلق قدوری کا قول تھا کہ وہ امام شافعی سے زیادہ فقیہ اور مناظر تھے، انھون نے ۴۰۶ھ مین وفات پائی،

(۱۳) ابو الحسن احمد بن محمد المصری المعروف بابن المحاملی وہ شیخ ابی حامد کے کبار تلامذہ مین ہین، مجموع، مقنع اور لباب وغیرہ تصنیف کین اور شیخ ابو حامد سے ان کی ایک یادداشت ہے جو ان کی طرف منسوب ہے، انھون نے ۴۱۵ھ مین وفات پائی،

(۱۴) عبداللہ بن احمد المعروف بالقفال الصغیر وہ کبار فقہاے خراسان مین ہین، مذہب شافعی کے متعلق اُن کا مہذب طریقہ جسکو اُن کے تلامذہ نے اُن سے سیکھا، نہایت مضبوط نہایت واضح التہذیب اور نہایت کثیر التحقیق ہے، اور وہ خراسان مین ویسے ہی ہین جیسے ابو حامد اسفرائنی عراق مین تھے، انھون نے ۴۱۷ھ مین وفات پائی،

(۱۵) ابو اسحاق ابراہیم بن محمد الاسفرائنی، وہ ائمۂ شافعیہ مین بہت بڑے امام ہین،

Marfat.com

اصولِ فقہ مین ایک یادداشت تصنیف کی انھون نے ۴۱۸ھ مین نیشاپور مین وفات پائی،

(۱۶) ابوالطیب طاہر بن عبداللہ الطبری، وہ بہت بڑے امام ہین، بغداد مین ان تک ریاست علمیہ پہونچی، اور اہل عراق نے ان سے علم حاصل کیا، مزنی کی شرح لکھی، اور خلاف مذہب اور جدل مین بہت سی کتابین لکھین جن کا مثل کسی کی تصنیفات مین نہین پایا جاتا، قاضی صیمری کے بعد ربع الکرخ کے قاضی مقرر ہوئے اور ابوالحسن الطالقانی اور قدوری کے ساتھ ان کے مناظرات ہین، انھون نے ۴۵۰ھ مین وفات پائی،

(۱۷) ابوالحسن علی بن محمد الماوردی وہ فقہ مین حاوی اور اقناع کے اور احکام السلطانیہ وغیرہ کے مصنف ہین، بصرہ مین صیمری سے فقہ کی تعلیم پائی، اس کے بعد شیخ ابوحامد الاسفرائینی کی طرف سفر کیا اور دونون شہرون مین درس دیا، انھون نے ۴۵۰ھ مین وفات پائی،

(۱۸) ابوعاصم محمد بن احمد الہروی العبادی وہ زیادات، مبسوط، ہادی اور ادب القضاۃ کے مصنف اور مشکل عبارت اور پیچیدہ کلام لکھنے مین مشہور ہین، انھون نے اس مین اپنے استاد ابواسحاق کی طرز کی تقلید کی ہے، انھون نے ۴۵۸ھ مین وفات پائی،

(۱۹) ابوالقاسم عبدالرحمن بن محمد الفورانی المروزی وہ ابانہ، اور عمدہ وغیرہ کتابون کے مصنف اور ابوبکر قفال کے کبار تلامذہ مین ہین، اور وہ اہل مرو کے شیخ ہین، انھون نے ۴۶۱ھ مین وفات پائی،

(۲۰) ابوعبداللہ القاضی الحسین المروزی، انھون نے قفال سے فقہ کی تعلیم حاصل کی اور وہ امام الحرمین کے استاد ہین، انھون نے ۴۶۲ھ مین وفات پائی،

(۲۱) ابواسحاق ابراہیم بن علی الفیروزآبادی الشیرازی وہ فقہ مین تنبیہ و مہذب کے اور خلاف مین نکت کے اور لمع اور اس کی شرح کے اور اصول فقہ مین تبصرہ کے

اور جدل مین تلخیص اور معونہ کے مصنف ہین، اور فصاحت و مناظرہ مین وہ ضرب المثل تھے، لوگون کا بیان ہے کہ فقہ کے اصول و تفریع مین وہ ابن سریج کے قائم مقام اور طلبار کی کثرت مین اُن کے مشابہ تھے، ابو عبداللہ الدامغانی الحنفی کے ساتھ اُن کے مناظرات ہین، انھون نے ۴۷۶ھ مین وفات پائی،

(۲۲) ابو النصر عبدالسید بن محمد المعروف بابن الصباغ وہ شامل، کامل، عدۃ العالم والطریق السالم اور کفایۃ السائل والغنا وی کے مصنف ہین، بغداد مین اُن کو شافعیہ کی ریاست ملی اور وہ ابو اسحاق شیرازی کے مشابہ تھے، اور وہ پہلے شخص ہین جس نے نظامیہ بغداد مین درس دیا، انھون نے ۴۷۷ھ مین وفات پائی،

(۲۳) ابو سعد عبدالرحمن بن مامون المتولی صاحب التتمہ جسکو انھون نے اپنے شیخ فورانی کی کتاب ابانہ پر تصنیف کیا اور اُس مین حد وذمک پہونچے، فرائض مین ان کی ایک مختصر کتاب ہے، اور ایک کتاب خلاف مین ہے، انھون نے شیخ ابو اسحاق کے بعد نظامیہ مین درس دیا، ۴۷۸ھ مین وفات پائی،

(۲۴) ابو المعالی عبدالملک بن عبداللہ الجوینی المعروف بامام الحرمین اپنے والد سے فقہ کی تعلیم حاصل کی، اور فقہ، اصول اور کلام مین نیشاپور بلکہ کل مشرق کے امام ہوگئے، مکہ مین چار سال تک مجاورت کی اور وہین سے امام الحرمین کا لقب حاصل کیا، جب وہ نیشاپور مین واپس آئے تو نظام الملک نے ان کے لیے مدرسہ نظامیہ قائم کیا، انکی تصنیفات مین فقہ مین ایک کتاب نہایہ ہے کہ مذہب مین اُس کے مثل جیسا کہ سبکی کا بیان ہے کوئی کتاب تصنیف نہین کی گئی اور اصول فقہ مین ایک کتاب برہان اور ترجیح مذہب شافعی مین ایک کتاب مغیث الخلق ہے، اُن کے معاصر ابو اسحٰق شیرازی نے ان کی

بڑی تعریف کی ہے، انھون نے ۴۸۵ھ مین وفات پائی،

(۲۵) ابو المحاسن عبدالواحد بن اسماعیل الرویانی صاحب البحر، وہ ائمہ مذہب مین سے ایک امام ہین اور حفاظ مین ضرب المثل ہین نظام الملک ان کی عظمت کرتا تھا اور ان کو طبرستان اور اُس کے دیہاتون مین سے رویان کا قاضی مقرر کیا، وہ ۵۰۲ھ مین مقتول ہوے ان کی کتاب بحر سے اوردی کی کتاب حاوی مراد ہے جس کے ساتھ اُنھون نے چند فروع جن کو اپنے باپ اور دادا سے حاصل کیا ہے، شامل کیا ہے،

(۲۶) حجۃ الاسلام ابو حامد محمد بن محمد بن محمد الغزالی ۴۵۰ھ مین طوس مین پیدا ہوئے اور امام الحرمین سے فقہ کی تعلیم حاصل کی اور کوشش کرکے مذہب، خلاف، جدل، اصول فقہ، کلام اور منطق مین مہارت حاصل کی اور حکمت اور فلسفہ پڑھا، امام الحرمین "لبریز دریا" کے فقرے کے ساتھ ان کی تعریف کرتے تھے، امام الحرمین کی وفات کے بعد وہ بغداد گئے، اور نظامیہ کے مدرس مقرر ہوئے وہین مذہب مین بسیط، وسیط، وجیز اور خلاصہ اور اصول فقہ مین مستصفی، نخول، ہدایۃ الہدایہ، خلافیات مین ماخذ اور شفاء الغلیل فی بیان مسائل التعلیل وغیرہ کتابین مختلف علوم مین تصنیف کین، انھون نے ۵۰۵ھ مین طوس مین وفات پائی اور غزالی کے بعد کوئی شخص اُن کا مثل نہین پیدا ہوا،

(۲۷) ابو اسحاق ابراہیم بن منصور بن مسلم العراقی الفقیہ المصری وہ مہذب کے شارح اور مصر کی جامع عتیق کے امام اور خطیب تھے طلب علم مین عراق کا سفر کیا، پھر مصر آئے اور اسی وجہ سے عراقی مشہور ہوئے، وہ قاہرہ مین معزز تھے اور وہان کے فقہا نے اُن سے علم حاصل کیا، انھون نے ۵۰۹ھ مین وفات پائی،

(۲۸) ابو سعد عبداللہ بن محمد بن ہبۃ اللہ المعروف بابن ابی عصرون التمیمی الموصلی،

وہ دمشق مین آکر مقیم ہوئے، اور وہان کے قاضی القضاۃ تھے، پہلے موصل مین پھر بغداد مین فقہ کی تعلیم پائی، اس کے بعد موصل مین درس دیا اور اخیر مین دمشق مین آئے اور ۶۲۳ھ مین وہان کے قاضی القضاۃ مقرر ہوئے، بہت سی کتابین تصنیف کین اور ان کی تصنیفات سے سات جلدون مین صفوۃ المذہب علی نہایۃ المطلب، کتاب الانتصار، مرشد الذریعہ فی معرفۃ الشریعہ اور علم خلاف مین تیسیر ہے اور ان کی ایک کتاب الارشاد فی نصرۃ المذہب ہے جسکی تکمیل انھون نے نہین کی ان کے علاوہ اور کتابین ہین،

(۲۹) ابوالقاسم عبدالکریم بن محمد القزوینی الرافعی وہ وجیز کی شرح کبیر الموسوم بالعزیز فی شرح الوجیز کے مصنف ہین اور بعض لوگ اس کا نام فتح العزیز بتاتے ہین، وہ محرر کے مصنف اور مسند شافعی کے شارح ہین ان کے علاوہ اُن کی اور کتابین ہین انکے شرف کیلئے ان کی کتاب فتح العزیز کافی ہے، کیونکہ وہ اُن کتابون مین ہے جس کا مثل نہین، رافعیؒ اپنے زمانے مین فرد اور فقہ مین عمدۃ المحققین تھے اور درجۂ اجتہاد تک پہونچ گئے تھے انھون نے ۶۲۳ھ مین وفات پائی،

(۳۰) محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف بن مری النووی ۶۳۱ھ مین بمقام نوی پیدا ہوئے، وہ آخر المحققین اور اصحاب شافعی مین ان لوگون مین ہین جن کو درجۂ ترجیح حاصل تھا، اُنھون نے کتاب الروضہ تصنیف کی جو شرح کبیر رافعی کا اختصار ہے اور اس سے اپنی کتاب المسمی بالمنہاج کا اختصار کیا،

Marfat.com

چھٹا دور

فتحِ بغداد سے جو ہلاکو خان کے ہاتھون ہوئی تا

یہ دور تقلید محض کا ہے،

سیاسی صورتِ حال

ترکی یا تورانی قوم کو جو ایک بہت بڑی قوم ہے اور مختلف قبائل سے مرکب ہے،
جب بلاد اسلامیہ مین چانگیزی کے اسباب میسر ہوئے تو اس نے اس کے اصلی ممالک کے علاوہ
اس کے بہترین مقام پر قبضہ کرلیا، اور اپنے راستے مین اس نے کوئی ایسی قوت نہین پائی جو
اس کو اس کی پامالی سے روک دیتی، یہان تک کہ وہ بلادِ شام تک پہنچ گئے اور یہان
نہرِ جالوت پر مصریون نے ان کا مقابلہ کیا جنکی سپہ سالاری مظفر قطز ممالیک بحریہ کا تیسرا بادشاہ
کرتا تھا اور ان کو سخت شکست دی جسکی وجہ سے مصر اور شام ان کے غلبہ سے محفوظ رہ گیا،
لیکن باوجود ان کی کامل فتح اور اکثر بلاد اسلامیہ پر غلبہ حاصل کرنے کے اسلامی قوت نے
ان کی گردن جھکا دی اور انھون نے اسلام قبول کرلیا، اسلام قبول کرنے مین تو انکی
قسم شمالی جو نہر نیل پر مقام سرائے مین تھی اور قسم غربی جو بغداد اور ایرانی ممالک مین رہتی تھی
دونون برابر تھی، لیکن قسم شمالی نے ایک صدی پیشتر اسلام قبول کرلیا تھا، مصر و شام
پر جس قوم کا قبضہ تھا وہ بھی ترکی قوم تھی اور یہی لوگ ممالیک کے نام سے مشہور ہین، اس طرح
مغربی ممالک کے علاوہ جس مین برابر مغرب کی سلطنت قائم تھی تمام ممالک اسلامیہ مین

Marfat.com

ترکون کا اقتدار قائم ہوگیا اور آٹھوین صدی کی ابتدا مین ترکی ایشیا مین ایک بلند ہمت اور بہادر آدمی یعنی عثمان کچی جو ایک ترکی قبیلہ کا سردار تھا، نمایان ہوا اور اس نے اپنی قوم کے لیے بقایائے آل سلجوق کے کمنڈر پر جو ہمیشہ ایشیائے وسطی مین رہتے تھے، ایک سلطنت کی بنیاد ڈالی، اور وہ اور اس کے بعد اس کی اولاد ان چھوٹے ملکون پر جو ان کے متصل تھے قبضہ کرتی رہی یہان تک کہ ان کی ایک بڑی سلطنت قائم ہوگئی اس کے بعد انھون نے یورپ پر حملہ کیا اور اس کے ایک بڑے حصے پر قابض ہوگئے، نوین صدی کے نصف حصے مین ان کے ہاتھون شہر قسطنطنیہ فتح ہوا جو بعد کو ان کا دارالسلطنت ہوگیا، اس کے بعد انھون نے بڑی بڑی اسلامی سلطنتون پر حملہ کیا جنمین سب سے بڑی سلطنت مصری سلطنت تھی جو خلافت اسلامیہ عباسیہ کا مرکز تھی، اور اس پر غلبہ حاصل کرکے آخری خلیفہ عباسی کو وہان سے ہٹا دیا اور اس کے بعد ان کے بادشاہ خاقان کے لقب سے ملقب ہوئے اور اس طور پر خلافت قاہرہ سے منتقل ہوکر قسطنطنیہ مین آگئی، اور مصر ایک عثمانیہ ملک ہوکر دفعۃً سیاسی اور علمی حیثیت سے اپنے مقام بلند سے گرگیا، لیکن دولت عثمانیہ آگے بڑھی اور قوت نے اس کو مدد دی یہانتک کہ بڑے بڑے اسلامی ممالک اس کے زیر اقتدار آگئے اور اسکی عظمت کے سب سے بڑے وقت مین بلاد اندلس مین اسلام کا چراغ جو آٹھ صدی تک علم و آداب کیساتھ روشن رہ چکا تھا بجھ گیا اور تیرہوین صدی کے آغاز مین تقدیر الٰہی نے مصر مین ایک نہایت بلند رتبہ اور صحیح الرائے شخص یعنی محمد علی کو پیدا کیا اور مصر نے اس کو اپنا امیر اور اپنی کشتی کا ناخدا انتخاب کیا، اور اسی وقت سے مصر نے اپنی قوت اور اپنے درجہ کو واپس لینا شروع کیا، اسی زمانہ مین یورپ اسلام کے اقتدار سے لڑنے کیلئے کھڑا ہوا، اور علم نے اس کے اکثر ارادون کو پورا کیا، اب تک یہ نزاع قائم ہے اور ہم

نہین جانتے کہ اس کا انجام کس کے حق مین مفید ہوگا،

اس دور مین اجتہاد،

اس دور مین لکھنے کے لیے مجھے کوئی چیز واضح طور پر نظر نہین آتی، کیونکہ اس مین اجتہاد کی ہوائین رک گئین اور اس مین ایسی مزینین موجود نہین جو لکھنے والے سے لکھوائین اور بولنے والے سے بلوائین، پہلے دور مین جبکہ خداوند تعالیٰ اپنے شرائع کو رسول اللہ صلعم کے قلب پر وحی کرتا تھا، اور خداوند تعالیٰ جو کچھ نازل کرتا تھا، آپ اس کی تبلیغ کرتے تھے، اور لوگون کے لیے اس کو بیان فرماتے تھے اور دوسرے اور تیسرے دور مین جبکہ صحابہؓ اور تابعین خدا کی کتاب، اس کے رسول کی سنت اور رائے صحیح سے استنباط کے طریقے بتاتے تھے، اور چوتھے دور مین جبکہ کبار ائمہ اور بڑے بڑے فقہا پیدا ہوکر اس بیل کو توڑنے، اور مفصل طور پر احکام شریعت کو جمع کرنے لگے، اور پانچوین دور مین جبکہ ترتیب و تہذیب، اور اختیار و ترجیح کا دور تھا، گفتگو کی وسیع گنجایش تھی، لیکن اس اخیر دور مین جسکی کوئی امتیازی خصوصیت نہین، ایک کہنے والا کیا کہہ سکتا ہے، لیکن چونکہ یہ دور ہم سے ملا ہوا ہے، اور ہم کو اپنے اسلاف صالحین کی اقتدا کے لیے اُٹھنے کی ضرورت ہے، اس لیے ہم اس دور کے عیوب کو واضح کرنا چاہتے ہین، کیونکہ عیوب جب ظاہر ہو جاتے ہین تو جو لوگ صاحب فکر اور صاحب مقدرت ہین ان کے لیے اس کی تدبیر کے لیے آمادہ ہونا ضروری ہو جاتا ہے،

(۱) اس دور کی سب سے بڑی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ علما کے نفوس مین تقلید محض کی روح جاگزین ہو گئی، چنانچہ چند علما کے علاوہ ہم کو کوئی عالم ایسا نظر نہین آتا جو رتبۂ اجتہاد کو پہنچا ہو، اور وہ بھی اس دور کے نصف اول مین اور یہ وہ زمانہ ہے جبکہ

Marfat.com

قاہرہ بغداد کا قائم مقام ہے، اور سلطنت عباسیہ اور خلافت عباسیہ کا مرکز ہوا، اس زمانے مین وقتاً فوقتاً ایسے لوگ پیدا ہوئے جو درجۂ اجتہاد تک پہنچے، تاہم وہ مشہور ائمہ کے انتساب کی حد سے آگے نہ بڑھ سکے، لیکن اس دور کے نصف ثانی مین جو دسوین صدی کی ابتدا سے شروع ہوا حالت بدل گئی، اور نشانِ راہ مین تغیر واقع ہوا، اور یہ اعلان کر دیا گیا کہ کسی فقیہ کے لیے اختیار و ترجیح جائز نہین، اس کا زمانہ گذر گیا اور قدما کی کتابون اور لوگون کے درمیان دیوار حائل ہو گئی، اور ان کو صرف ان کتابون پر قناعت کرنی چاہیئے جو ان کے سامنے ہین، اور عنقریب ہم ان کتابون کا حال لکھین گے،

جب ہم اس حالت کی طرف واپس آتے ہین، جو سلطنت مصر کے مفتوح اور خلافت کے منتقل ہونے سے پہلے اسکی تھی تو ہم کو عزبن عبدالسلام، ابن الحاجب، ابن دقیق العید، ابن الرفعہ، ابن تیمیہ، سبکی، ابن سبکی، ابن القیم، بلقینی، اسنوی، کمال ابن الہمام، جلال الدین المحلی، اور جلال الدین سیوطی کے نام ملتے ہین، اور یہ لوگ مذاہب اربعہ کے بہترین لوگون مین تھے اس کے بعد ہم نگاہ ڈالتے ہین، تو کسی بڑے عالم، بڑے فقیہ اور عمدہ مصنف کا نام نہین سنتے بلکہ ایک ایسی قوم کو پاتے ہین، جس پر قناعت فی الفقہ کا غلبہ ہو گیا ہے، چنانچہ تم کو ایسے کم لوگ ملین گے جو اپنے مذہب کے علاوہ دوسرے مذہب مین مشغول ہون اور جب اپنے مذہب مین بھی مشغول ہوتے ہین تو صرف ان کتابون پر اکتفا کرتے ہین، جنمین اس قدر اختصار ہے کہ گویا وہ سمجھنے کے لیے نہین لکھی گئین، غالباً سیاسی زوال نے علم بالخصوص مذہبی علم کو ایک نہایت گہرے غار مین گرا دیا اور مصر نے جب اپنے شرف کو دوبارہ واپس لینا شروع کیا تو اس کو ایسے موانع پیش آئے جنکو ہم بیان کرتے ہین،

(۲) اسلامی شہرون کے علما کے تعلقات کا منقطع ہونا،

Marfat.com

گذشتہ دور کے فقہا مین کوئی فقیہ، فقیہ کا لقب اور کامل احترام صرف اس وقت حاصل کرتا تھا جب وہ اپنے شہر کے علمار کے علاوہ سفر کرکے اور شہرون کے علمار سے کسبِ علم کرتا تھا، چنانچہ ان مین بہت کم لوگ ہین جنھون نے اپنے شہر مین قیام کیا اور پھر ان کے فضل وکمال کا اعتراف کیا گیا، کبار ائمہ اور محدثین کی تاریخ پر نظر ڈالو تو تم سب کو مشغولِ سفر پاؤگے، ابھی ایک شہر مین اترے تھے کہ حدیث وفقہ کے حاصل کرنے کیلیے دوسرے شہر کو روانہ ہوگئے، زمانۂ حج مین ان لوگون کا اجتماع مکہ مین ہوتا تھا، اور ہرایک کے پاس علم، حدیث اور فکر کا جو سرمایہ ہوتا تھا اس سے دوسرا فائدہ اٹھاتا تھا، یہی وجہ ہے کہ ایک زمانے کے علمار مین کامل تعارف ہوتا تھا، اور باوجود مشکلاتِ سفر کے یہ ان کے احباب مین اضافہ، اور ان کے دوستانہ تعلقات کو قوی کرتا تھا، لیکن اس دور بالخصوص اس کے آخری حصے مین مختلف شہرون کے علمار کے تعلقات منقطع ہوگئے، اور یہ حالت ہوگئی کہ ایک مصری عالم تقریبًا ایک ہندوستانی عالم کا نام نہین سنتا تھا، اور ایک ہندوستانی عالم ایک مغربی عالم کو نہین جانتا تھا، علی ہذا القیاس، البتہ ان مین کسی کی کتاب پہنچ جاتی تھی تو اس موقع پر اس کا نام سنا جاتا تھا، اور بعض اوقات اس کی کتاب مشہور ہوجاتی تھی، سب سے زیادہ دردانگیز بات یہ ہے کہ تم کو زمانۂ حج مین مختلف ملکون کے بعض علمار ملین گے، لیکن ان مین کوئی اس کی پروا نہین کرتا کہ دوسرے سے تعارف یا اس سے کوئی روایت کرلے اور اس نے علوم اسلامیہ شرعیہ بلکہ اس کے علاوہ قدمار کے اور علوم کو جنکا دارمدار روایت اور اخذ پر ہے، ضعیف کردیا، صرف یہی کافی نہین کہ کس عالم کی رائے سے اس کی کتاب کے ذریعہ سے فائدہ اٹھایا جائے، کیونکہ کتاب ایک خاموش اور ٹھوس چیز ہے، البتہ دوسرے سے علم حاصل کرنا، ذہن کو تیز اور فکر کو بارآور کرتا ہے،

کیونکہ اس مین بحث وگفتگو کرنی پڑتی ہے، ہم اس وقت دس صدی پیشتر کی حرکت علمیہ کا
وہ حال جانتے ہین جس سے کم مثلاً اس وقت ہندوستان مین نہین جانتے،

(۳) ہم مین اور ائمہ کی کتابون مین تعلقات کا منقطع ہونا،

ہمارے اسلاف کی یہ عظیم الشان کتابین جنکو تقدیر نے ہمارے لیے چھوڑ رکھا ہے،
صرف ایک یادگار کے طور پر رہ گئی ہین، اور بہت دنون سے کوئی شخص ان کی اور ان کے
درس وتدریس کی پروا نہین کرتا، امام محمد، امام شافعی، امام مالک وغیرہ ائمہ، ان کے تلامذہ
بلکہ پانچوین دور کے ائمہ کی ان کتابون کی طرف جو روح کو غذا دیتی ہین، ہمت کو برانگیختہ
کرتی ہین، اور فقیہ کامل پیدا کرتی ہین، کوئی عالم توجہ نہین کرتا، نہ ان کا درس دیتا نہ ان
سے واقفیت حاصل کرتا، بلکہ تم کو بڑے بڑے علماء ملین گے جو ان کے نام بھی نہین سنتے
اور جب تمہارے ہاتھ مین ان کتابون مین سے کوئی کتاب دیکھتے ہین تو کوئی شخص ان کے
پڑھنے کی پروا نہین کرتا، ان لوگون نے صرف ان کتابون پر اکتفا کر لیا ہے جو زمانۂ متنزل
مین لکھی گئی ہین، اور اس طور پر روایت صحیحہ مفیدہ کے لحاظ سے ہم مین اور ان کتابون کے
درمیان تعلقات منقطع ہو گئے ہین، البتہ کبھی کبھی کوئی شخص ہمت بلند کر لیتا ہے تو عمومی
یا خصوصی کتب خانون مین ان سے واقفیت حاصل کر لیتا ہے، حالانکہ اگر تم ان کا مقابلہ
متداول کتابون کے ساتھ کرو تو تم کو حسن تحریر، سلاست اسلوب، اور سہولت ماخذ کے
لحاظ سے دونون مین بہت زیادہ فرق نظر آئے گا، لیکن ضعف ہمت اور ضعف عزم
نے ہم کو بٹھا دیا ہے، اور قریب ہے کہ وہ ہم کو ہلاک کر دے،

مین نے شیخ محمد محمود بن التلامید الترکزی الشنقیطی سے پہلی بار ملاقات کی تو انھون
نے سوال کیا کہ "تم نے ادب عربی کو کس سے سیکھا ہے"؟ مین نے جواب دیا کہ کن لوگون سے

Marfat.com

بولے کہ کتابین معلم ہونے کی صلاحیت نہین رکھتین مین نے کہا، تو اے جناب مین کیا کرون؟ ہم مین اور اسلاف کے درمیان تعلقات منقطع ہو گئے ہین، اس لیے نہ کوئی معلم ہے نہ کوئی اسناد کا پہنچانے والا ہے. لیکن مین نے آپ کو دیکھ لیا تو یہی میرے لیے کافی ہے" میرے اس جواب سے ان کا چہرہ چمک اٹھا اور بولے انشاء اللہ انشاء اللہ لیکن اگر وہ تھوڑا سا غور کرتے تو ہم کو معذور سمجھتے کیونکہ ہمارے اور ہمارے اسلاف کے علم کے درمیان تاریکیون کا زمانہ حائل ہو گیا ہے. صرف تھوڑی سی جو پھٹ باقی رہگئی ہے وہ نہ پیاس کو بجھاتی ہے نہ مرض سے شفا دیتی ہے اس لیے ہم ایسی ہمت کے کس قدر محتاج ہین جو ان کتابون کو ان کی قبرون سے نکالے اور لوگون کے رخ کو ان کی طرف پھیر دے، تاکہ علوم اسلامیہ مین ہمارے درجے بلند ہو جائین، اور اس وقت ہم یہ کہہ سکین کہ ہم مین فقہاء موجود ہین

(۱۱) مطالب مین خلل انداز اختصار

اختصار صرف اسی دور کی بدعت نہین ہے، بلکہ یہ بدعت چوتھے دور مین بھی موجود تھی، کیونکہ ائمہ کے تلامذہ نے ان کے کلام کا اختصار کیا تھا، اور اس اختصار مین انھون نے یہ طریقہ اختیار کیا تھا کہ جن مسائل کی زیادہ ضرورت نہین پڑتی ان کو حذف کر دیا تھا، اور ائمہ نے جن چیزون کو غیر مرتب طور پر لکھا تھا ان کو انھون نے مرتب کیا تھا، اور بڑے بڑے علماء نے اس معاملہ مین ان کی تقلید کی تھی لیکن اسی دور کے آخر مین اختصار نے ایک عجیب و غریب روش اختیار کی یعنی یہ کوشش کیجانے لگی کہ بہت سے مسائل تھوڑے سے الفاظ مین جمع کر دیئے جائین، لیکن چونکہ ان لوگون کو عربیت کا اچھا سلیقہ نہ تھا، اس لیے ان کا کلام معما کے مثل ہو گیا، گویا مؤلف بنے سمجھنے کے لیے نہین

Marfat.com

لکھتا تھا بلکہ اس لیے لکھتا تھا کہ مسائل کو جمع کر دے، اس اختصار کا نمونہ دکھانے کے لیے مین ایک موضوع پر تین کتابون سے ایک فصل نقل کرتا ہون، جو کہ تینون مشہور مذاہب کے طالبانِ فقہ کی متداول کتابون مین سب سے زیادہ مشہور ہین اور یہ موضوع وہ پانی ہین جن سے طہارت جائز یا ناجائز ہے۔

خلیل اپنی مختصر مین لکھتا ہے،

"ورناپاکی اور نجاست کا حکم مطلق سے اٹھ جاتا ہوا ورہ وہ ہے جس پر بلا قید "پانی" کا نام صادق آئے، چاہے وہ شبنم سے جمع کیا گیا ہو، چاہے جم کر گھلا ہوا یا چوپا کا یا حائضہ کا یا جنبی کا جو نہایا ان کی طہارت سے بچا ہو، یا زیادہ ہو اور ایسی نجس چیز سے مخلوط ہو جس نے اسے بدل نہ دیا ہو یا اس کے بدلنے والے کی مضرت مین شک ہو یا چپڑے تیل کی قربت سے یا مسافر کے برتن کے تارکول کی بو سے یا اس سے پیدا ہونے والی کسی چیز سے یا اس کے دبشین یا کسی ڈالی ہوئی چیز مثلاً مٹی یا نمک سے بدل گیا ہو چاہے وہ قصداً ڈالی گئی ہو اور نمک سے سلب" زیادہ راجح ہے، اس سے نہین جس کا رنگ یا مزہ یا بو کسی ایسی چیز سے بدل گئی ہو جو اس سے عموماً جدا رہتی ہے، وہ چاہے پاک ہو چاہے ناپاک مثلاً ملا ہوا روغن یا صعتگی کا بخار اور اس کا حکم مثل اس کے بدلنے والے کے ہے، اور آب کشی کے اونٹ کی رسی سے بدلنا مضر ہے مثل حوض کے مویشی کے گوبر سے یا مثل کنوین کے درخت کے پتون یا بیس سے، اور جنگل کے کنوین مین ان دونون سے جواز ظاہر ہے، اور موافق بدلنے والے کا حکم مخالف بدلنے والے کے مثل

Marfat.com

قرار دینے مین کبث ہے، ایسے پانی سے طہارت کے متعلق جو منہ مین ڈالا گیا ہو دو قول ہین، اور حدث مین مستعمل مکروہ ہے اس کے غیر مین شک ہے اور تھوڑا مثلاً وضو اور غسل کا برتن ایسے نجس سے جس نے بدلا نہو یا کتے نے جوٹھا کر دیا ہو اور تھا پانی جسمین غسل کیا جاتا ہو اور سؤر کا جوٹھا یا جسمین اس نے اپنا ہاتھ ڈالا ہو اور جو نجس پانی سے بے میل نہو اس سے احتراز مشکل ہو تو نہین، یا فذا ہو مثلاً کشش، اور اگر اس کے منہ پر سیرابی حاصل کیجائے اس کے استعمال کے وقت اس پر عمل کیا جائے گا، اور اگر کوئی جنگلی جانور جس کا خون بہتا ہو ٹھہرے ہوئے پانی مین مرجائے اور اس کو نہ بدلے ان دونون کے بقدر پانی کا گمان مستعب ہوگا، مرکر گرا ہو تو نہین، اور اگر نجس کا تغیر زائل ہو جائے، نہ کثرت مطلق سے تو طہوریت اس کے ساتھ مستحسن ہے اور عدم طہوریت ارجح ہے، اور خبر واحد کی قبول کیجائے گی، اگر ان دونون نے اس کی وجہ بیان کی یا مذہب مین متفق ہوئے، اور وہ کہا کہ اس کا ترک مستحسن ہے اور نجاست پر پانی کا گرنا اس عکس کے مثل ہے[1]

یہ وہ تین کتابین ہین جو ہمارے زمانے مین تینون شائع شدہ مذاہب مین سے ایک مین طالب العلم کو عالم بناتی ہین، لیکن تم کو نظر آتا ہے کہ بحیثیت تعبیر کے وہ تنہا سمجھ مین نہین آسکتین، یہی وجہ ہے کہ وہ شرح کی محتاج ہوئین، اور شرح کو حاشیہ کی ضرورت پڑی، اور تم کو یہ خیال نہین کرنا چاہیئے کہ یہ موضوع دو ہفتون سے

[1] چونکہ ان عبارتون کا ترجمہ بالکل غیر مفہوم ہو جاتا تھا، اس لیے ہم نے بقیہ دو کتابون کی عبارتون کا ترجمہ چھوڑ دیا،

کم مین پڑھایا جاتا ہوگا، اور ان دو ہفتون کا بڑا حصہ بھی مؤلف کے مقصد کے سمجھنے مین صرف ہو جاتا ہے، اس کے علاوہ تم کو نظر آتا ہے کہ یہ کتابین استدلال سے خالی ہین اور اس طرح غیر تعلیم یافتہ مین اس موقع پر اس کے سوا کوئی نمایان فرق نظر نہین آتا کہ تعلیم یافتہ شخص کو ایسے مسائل معلوم ہین جو غیر تعلیم یافتہ شخص کو معلوم نہین، لیکن یہ کہ مسئلہ کو اس کے امام نے کیسے دلائل سے کیونکر نکالا ہے، تو تعلیم یافتہ شخص کو بھی اس کا علم نہین ہے، حالانکہ فقہ کا تکملہ صرف اسی طریقہ سے ہوتا ہے، اور بدیہی طور پر ان کتابون مین بقیہ ائمہ کے خلاف کا اثر بھی نہین پایا جاتا ہے اور اسکی وجہ سے طالب العلم پر حسن فہم کا دروازہ بند ہو جاتا ہے، اس نے ہمارے فقہاء کو ہمارے درمیان نہایت پست رتبہ کر دیا ہے اور وہ عوام سے قریب تر ہو گئے ہین، حنفیہ کی بعض متداول کتابین مثلاً کتاب البدایہ اور اسکی شرح ہدایہ کو بے شبہہ یہ امتیاز حاصل ہے کہ انمین دلائل اور اختلافات سے بھی تعرض کیا گیا ہے، لیکن شافعیہ اور مالکیہ کی کتابون مین یہ بات نہین پائی جاتی

ایک کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ جب ہم تقلید کے حدود پر آکر ٹھہر گئے تو اس سے آگے بڑھنے کی گنجائش نہین، اور ایک فقیہ کتنا ہی عالی مرتبہ ہو جائے لیکن اس کے امکان مین یہ نہین کہ اپنے امام کی مخالفت کرے، اور مذہب کے دو قولون مین سے ایک کو ترجیح دے، کیونکہ ترجیح دینے والون کا زمانہ ختم ہو گیا، اس لیے دلائل مین مشغول ہونے اور دوسرے ائمہ کی رایون سے واقفیت حاصل کرنے سے کیا فائدہ ہے، لیکن ہم اسکا یہ جواب دیتے ہین کہ یہ اس وقت ٹھیک ہوتا جبکہ طالب العلم عوام مین سے ہوتا جو صرف کسی حکم کو جاننا چاہتے ہین، لیکن جو لوگ فقہاء بننا چاہتے ہین ان کا کم از کم یہ درجہ ہے کہ وہ یہ بھی جانین کہ ان کے امام نے حکم کو کہان سے

اخذ کیا ہے، لیکن اگر ان کو اس کے مخالف کی رائے اور طریقۂ استنباط بھی معلوم ہو جائے تو اس سے ان کے علم مین اور اضافہ ہو سکتا ہے، اب جب ان کے علم مین ترقی ہو گی تو کون ان کو ان اسلاف سے کم درجہ قرار دیگا، جو خود اپنے پیشرو علما کے اقوال مین سے، جن کے وہ مقلد تھے، اچھے اچھے اقوال کا اپنے لیے انتخاب کرتے تھے، اور جب اس مرکز پر جس کو جمہور علما نے پسند کر لیا ہے، درجۂ فقیہ آکر ٹھہر گیا ہے تو قانون شرع کو یقیناً ضعیف ہو جانا چاہیئے، کیونکہ اس کے علما، کوئی رائے اور فکر نہین رکھتے، اور یہ ایک ایسی چیز ہے کہ روزانہ کے آثار اسکے واقعی ہونے کی شہادت دیتے رہتے ہین، کیا یہ عجیب بات نہین ہے کہ وہ تمام کتابین جو دور رفعت اسلامیہ یعنی چوتھے اور پانچوین دور مین لکھی گئین گمنام ہو گئی ہین اور طلبار کے ہاتھون مین صرف وہ کتابین رہ گئی ہین جو زمانہ تاخر و زوال اور عربی زبان کے ضعف کی حالت مین لکھی گئی ہین، طالبانِ اصلاح کے لیے اگر وہ مخلص ہین یہ ضروری ہے کہ وہ ہر چیز سے پہلے اپنے اسلاف کے آثار سے فائدہ اٹھانے کے لیے تیار ہون، وہ آثار خدا کے فضل سے بہ کثرت ہین اور ان مین بہت سے نہایت ترقی یافتہ زبان مین لکھے گئے ہین، جو طالب العلم کو اپنی زبان کے بہتر بنانے اور اپنی قوت فکر کے ترقی دینے مین مدد دیتے ہین اور جب قلم سے ان بڑے آثار کے دفع کرنے کا ارادہ کیا جاتا ہے جو متعلم کے دل مین فقہ کی متداول کتابون سے پیدا ہوتے ہین تو مبہوت و حیران ہو کر رک جاتا ہے،

ہمارے یہان دو موانع ایسے موجود ہین جو ہمارے درمیان فقیہ کو پیدا نہین ہونے دیتے،

(اولاً) یہی کتابین جو ہمارے سامنے ہین جن کا ہم نے کافی بیان کر دیا ہے،

(ثانیا) طریقۂ تعلیم، کیونکہ گذشتہ زمانون مین ایک فقہ کے طالب العلم کا سب سے بڑا مقصد یہ ہوتا تھا کہ کتاب وسنت مین جس چیز سے احکام مستنبط کیے جاتے تھے ان کا احصاء کرتا تھا، اس کے بعد اپنے امام کے فتوی کے معلوم کرنے مین اپنا اکثر وقت صرف کرتا تھا، اور جب درس حاصل کرنا چاہتا تھا تو اپنے ائمۂ مذہب کی ان رایون سے واقفیت حاصل کرنا چاہتا تھا جن مین انھون نے اپنے امام سے اختلاف کیا ہے اور اس مخالفت کے وجوہ بھی معلوم کرتا تھا، ان سب کے تکملہ کے بعد دوسرے ائمہ کی رایون کی جستجو کرتا تھا تاکہ اپنے امام کے مستنبطات کے ساتھ ان کا مقابلہ کرے، جب وہ اس تیسرے درجہ کی تکمیل کرلیتا تھا، تو ایک صاحبِ اقتدار اور صاحبِ فکر فقیہ ہوتا تھا، لیکن ہمارے یہان مبتدی اور منتہی مین مسائل کی کثرت اور قلت کے سوا کوئی فرق نہین، اور مذہب شافعی مین ابو شجاع کی منہج کی یہی امتیازی خصوصیت ہے لیکن مسائل کی کثرت ایسی چیز نہین ہے جو نفس مین فقہ کی روح پیدا کرسکے، تیسرے درجہ مین جو منتہی کا وہ درجہ ہے جس کی ہم تشریح کرچکے ہین فقہ کا طالب العلم صرف فقہ سے سروکار رکھتا تھا اور اس کو دوسرے علوم کے ساتھ مخلوط نہین کرتا تھا، لیکن ہمارے نظامِ درس مین مبتدی اور منتہی کی تعلیم بالکل یکسان ہے، جس طرح پہلا بہت سے علوم کے مبادی مین مشغول رہتا ہے، وہی حال دوسرے کا بھی ہے، اس لیے جب وہ امتحان کے میدان مین آخری کامیابی حاصل کرتا ہے تو نہ وہ فقیہ ہوتا، نہ ادیب نہ فیلسوف، بلکہ اس نے صرف علوم کے مبادی سیکھ لیے ہین، نحو وحساب سے زیادہ فقہ کو نہین جانتا اور اس معاملہ مین تمام مذہبی درسگاہون کی حالت یکسان ہے، یہ خیال نہین کرنا چاہیے، کہ سند لینے کے بعد ان مین کوئی شخص اپنے حاصل کردہ

علم پر اضافہ کرنے، اور نامعلوم باتون کے معلوم کرنے اور اختلافِ فقہار کے جاننے کے لیے سعی و اہتمام کرتا ہے، بلکہ امتحان کے دن اوسکی جو حالت تھی وہ قائم رہجاتی ہے اور یہ سب سے بڑا عیب ہے،

میرا درجہ صرف ایک مؤرخ کا ہے جو واقعات کو بعینہ بیان کر دیتا ہے لیکن اگر مین مذہبی تعلیم کے متعلق کوئی مطالبہ پیش کر سکتا ہون تو وہ حسب ذیل ہے،

ابتدائی تعلیم صرف اُن احکام تک محدود ہو جنکو امام مذہب نے بیان کیا ہے، اور ایک آسان کتاب سے جو اس کے لیے انتخاب کی جائے ان کی تعلیم دیجائے،

دوسرے درجہ مین ایک مبسوط کتاب پڑھائی جائے جس مین اُن ائمہ مذاہب کی رائین درج ہون جنھون نے طلبار کے امام سے اختلاف کیا ہے، یا ترجیح دی ہے، یا کسی مسئلہ کو اختیار کیا ہے اس کے ساتھ ہر فریق کے دلائل قائم کئے جائین، اور اس کے لیے کتب خلاف مذہبیہ مین سے جنکی تعداد ہر مذہب مین بکثرت ہے، کوئی کتاب انتخاب کیجائے اور ساتھ ساتھ تفسیر حدیث کا بھی درس دیا جائے اور منتہی کی تعلیم فقہ، اصول فقہ، اور کتاب و سنت سے جو چیزین احکام کے ساتھ متعلق ہون ان تک محدود رکھی جائے، اور اس مین اختلافاتِ ائمہ اور ان کے طرقِ استدلال کی تعلیم بھی دیجائے،

اور فقیہ کا درجہ صرف اس شخص کو دیا جائے جو دو یا تین مسئلہ پر ایک تحریر لکھے جس مین ان مسائل کے متعلق اختلافاتِ فقہار کی تشریح کرے، ان کے اختلاف کے اسباب اور ان اصولی قواعد کو بتائے جس پر ہر فائل نے اپنے قول کی بنیاد رکھی ہے،

اور یہ کام اس وقت تک انجام نہین پا سکتا جب تک علمار ان درسی کتابون کے

Marfat.com

انتخاب پر آمادہ نہ ہون جنکو چوتھے اور پانچوین دور مین اکابر علماء نے لکھا ہے،

اس طریقے سے نفوس مین تفقہ کی روح اور اس مین وسعت پیدا ہوگئی، ہم اپنے اسلاف کی روش کے متبع ہوسکین گے، تفقہ فی الدین کا ملکہ حاصل کرین گے اور مستقبل مین ہم مین ایسے فقہاء پیدا ہونگے جنپر اعتماد کیا جائیگا، اور ان کے اقوال کا اعتبار ہوگا، اور جب ہم کو ہر سال اس طرح کے تھوڑے سے لوگ ملجائین گے تو ہمارے لیے یہ ممکن ہوگا کہ اپنے علماء و فقہا کے ذریعہ سے گذشتہ زمانون پر تفاخر کرین،

کبار علماء مین ہم ایسے لوگون کو جانتے ہین کہ اگر وہ خلوص سے کام لین تو اپنی قوم کو اس بلند درجہ تک پہنچا سکتے ہین لیکن ان کے نام لینے کی ہم کو ضرورت نہین ہے، ہم خدا سے یہ سوال کرتے ہین کہ ہم سب کو اپنے دین اور شریعت کی خدمت کرنے کی توفیق دے تاکہ وہ ایک بلند زندگی حاصل کرسکے، اسکے کوئی معنی نہین کہ ہم ہر چیز کو ایک دائمی ترقی کی حالت مین دیکھین اور خود کھڑے رہین، قیل و قال کے سوا ہمارا کوئی مقصد نہ ہو، جس حالت مین ہم ہین اس سے بہتر ہونا اور ماضی کی طرف تھوڑی سی توجہ کرنا ہمارے لیے ضروری ہے، تاکہ اپنے مستقبل کے بہتر بنانے کے شوق سے ہمارے نفوس مین ایک روشنی سی پیدا ہوجائے،

ہر متفقہ فی الدین سے خطاب

مین نے تمہارے لیے یہ کتاب لکھی ہے اور اس سے میرا مقصد اس کے سوا اور کچھ نہین کہ تمہارے سامنے تمہارے سلف صالح کی تصویر پیش کردون اور تم کو ان کی تقلید کرنے پر آمادہ کردون اسکے بعد انشاء اللہ ایک دوسری کتاب لکھونگا جسمین مسائل تفصیلیہ اور انکی تاریخ اختلاف کا ذکر کرونگا کیونکہ مین نے اس کتاب مین جو مسائل بیان کئے ہین، وہ بالتبع صرف مثال کی غرض سے بیان کئے ہین، خدا سے مین یہ درخواست کرتا ہون کہ مجھکو اور تم کو ان کی توفیق دے وہ سننے والا اور قبول کرنے والا ہے،

Marfat.com

تاریخ فقہ اسلامی

علامہ محمد الخضری کی تاریخ التشریع الاسلامی کا ترجمہ

از

عبدالسلام ندوی

ناشر

صدیقی پبلشرز لاہور

۴-۸۹۶۱۱